خطیب اسلام
قاضی احسان احمد
تحریک ختم نبوت
کا
روشن ستارہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة انٹرنیشنل

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی جریدہ

جلد نمبر ۴
شمارہ نمبر ۲۵

مکتوب برطانیہ

افغانستان کی کیفیت

ریگستانی جہاز

قادیانیوں کو دعوت اسلام

تبلیغی جماعت کا کارنامہ

ایک ہندو لڑکے کے قبول اسلام کی
ایمان افروز داستان

مسجد اقصیٰ

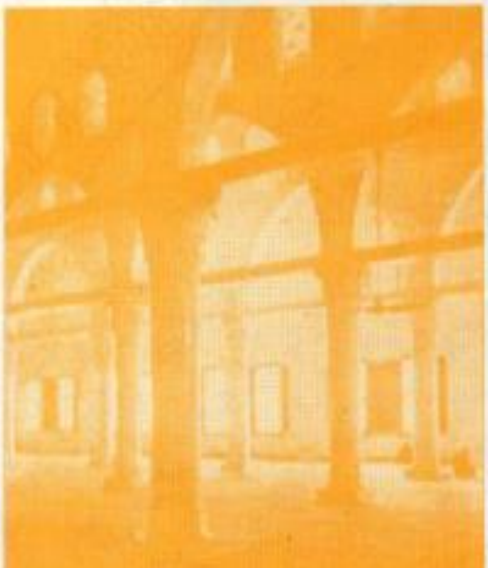

مسجد اقصیٰ کا اندرونی منظر

القدس
کا مستقبل کیا ہے؟
؟
اور ہم کیا کردار
ادا کر رہے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

اور جو کوئی الاسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہے۔

آل عمران ۔ ۸۵

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس امت (امت دعوت۔ یعنی آپ ﷺ کی بعثت سے تا قیامت تک آنے والا پیدا گروہ انسانی) میں سے جس کسی بھی شخص تک (مثلاً یہودی یا نصرانی تک) میری نبوت کا پیغام پہنچا اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر گیا، وہ دوزخی ہوگا۔ (مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ)

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی

جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۲۵

۲۲ تا ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ
بمطابق
۶ تا ۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء

ترقی کی طرف ایک اور قدم

قارئین ختم نبوۃ کیلئے اہم خوشخبری

ہفت روزہ ختم نبوۃ پوری دنیا میں نہ صرف پڑھا جاتا ہے بلکہ دینی حلقوں میں پسند بھی کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک جو رسائل شائع ہوتے ہیں وہ سفید کاغذ پر شائع ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے بیرون ملک دوستوں کا ایک عرصہ سے یہ مطالبہ تھا کہ ہمارا یہ محبوب اور عالمی جریدہ اخبار کی کاغذ کی بجائے سفید کاغذ پر شائع ہو ہم اپنے کرم فرماؤں کے اصرار کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک اور بیرون ملک قارئین ختم نبوۃ کو یہ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ آئندہ شمارہ سے آپ کا یہ محبوب جریدہ اندرون بیرون ملک کیلئے سفید کاغذ پر شائع کیا جائے گا۔ الحمد للہ

سفید کاغذ کی مناسبت سے زرسالانہ جو ستر روپے ہے اب سو روپے کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین ختم نبوت حسب سابق اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔ شکریہ

مدیر مسئول

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا بدیع الزمان — ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا منظور احمد الحسینی

مدیر مسئول
عبدالرحمن یعقوب باوا

شعبۂ کتابت
محمد عبدالستار واحدی، امجد محمود

بدلِ اشتراک
سالانہ ۷۰/- روپے — ششماہی ۴۰/- روپے
سہ ماہی ۲۰/- روپے — فی پرچہ ۲/- روپے

رابطۂ دفتر
مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۱۹۶۱

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد — عبدالرؤف جتوئی	پشاور — نورالحق نور
گوجرانوالہ — حافظ محمد ثاقب	مانسہرہ/ہزارہ — سید منظور احمد آسی
لاہور — ملک کریم بخش	ڈیرہ اسمٰعیل خان — ایم شعیب گنگوہی
فیصل آباد — مولوی فقیر محمد	کوئٹہ — نذیر تونسوی
سرگودھا — ایم اکرم طوفانی	حیدرآباد سندھ — نذیر بلوچ
ملتان — عطاء الرحمان	کنری — ایم عبدالواحد
بہاول پور — ذبیح فاروقی	سکھر — ایچ غلام محمد
لیہ/کروڑ — حافظ خلیل احمد رانا	ٹنڈو آدم — حماد اللہ عرف لی اللہ

بدلِ اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

بیرون ملک نمائندے

کینیڈا — آفتاب احمد	ناروے — غلام رسول
ٹرینیڈاڈ — اسمٰعیل ناخدا	افریقہ — محمد زبیر افریقی
برطانیہ — محمد اقبال	ماریشش — ایم اخلاص احمد
اسپین — راجہ حبیب الرحمٰن	ری یونین فرانس — عبدالرشید بزرگ
ڈنمارک — محمد ادریس	بنگلہ دیش — محی الدین خان

عبدالرحمان یعقوب باوا نے کلیم الحسن نقوی انجمن پریس سے چھپوا کر ۳۰/رلے سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی سے شائع کیا۔

خصائل نبوی ۲

تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا وکیع حدثنا سفیٰن منصور عن موسٰی بن عبداللہ بن یزید الخطمی عن مولٰی لعائشۃ قال قالت عائشۃ ما نظرت الٰی فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قالت ما رایت فرج رسول اللہ علیہ وسلم قط

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء اور تستر کی وجہ سے) مجھے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل شرم دیکھنے کی ہمت نہیں پڑی اور کبھی نہیں دیکھا۔

فائدہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم کی وجہ سے ہمت نہیں پڑی تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا دیکھتے اور اصولی بات ہے کہ شرمیلے آدمی کے سامنے دوسرے کو مجبوراً شرم کرنا پڑتا ہے اور ایک دوسری روایت میں بالتصریح اسی کی بھی نفی ہے کہ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میرے ستر کو دیکھا نہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر کو دیکھا اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باوجودیکہ تمام بیبیوں میں سب سے زیادہ بے تکلف تھیں، سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ ان کا یہ حال ہے تو اوروں کا کیا ذکر۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ جب حضور اللہ علیہ وسلم بیوی سے صحبت کرتے تو آنکھیں بند کر لیتے۔ اور سر جھکا لیتے اور بیوی کو بھی سکون و وقار کی تاکید فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حجروں کے پیچھے جاکر غسل کیا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل ستر کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ نبوت سے قبل جب کہ کعبہ کی تعمیر ہورہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ عرب کے دستور کے موافق کہ ستر کے چھپانے کا کچھ ایسا اہتمام نہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لنگی کو پتھر کے نیچے رکھ لیا اسی وقت بے ہوش ہوکر گر گئے۔ حالانکہ شرعی احکام اس وقت نازل بھی نہ ہوئے تھے۔

یارسول اللہ! یہ شور کیسا تھا؟

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے ہم نے مکہ معظمہ کے راستے میں عرج کے مقام پر خیمے نصب کرکے ٹھہرے۔ میں اپنے خیمے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج پرسی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی طرف گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہ تھے۔ بلکہ وہاں سے دور جنگل میں تشریف فرما تھے۔ میں جب وہاں پہنچا تو شور و غوغا کی آواز میرے کانوں میں آئی میں سمجھ گیا کہ مردان غیب کا ہجوم ہے۔ میں وہیں ٹھہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے تشریف لائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ شور کیسا تھا؟

آپ ؐ نے فرمایا مسلمان جنات اور کافر جنات میں سکونت کا جھگڑا تھا وہ دونوں گروہ اس کے تصفیے کے لیے میرے پاس آئے میں نے ان کا مقدمہ سن کر یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن "حبشہ" میں اور کافر جن "غور" میں قیام کریں اس پر وہ دونوں راضی ہوگئے اور چلے گئے۔ اس کے راوی حضرت کثیر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ملک حبشہ میں آسیب زدہ مریض کو جلد شفا ہوجاتی ہے اور ملک غور میں جن کا آسیب گھیر لیتا ہے تو وہ اکثر ہلاک ہوجاتا ہے اور یہ میرا تجربہ ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں تین ہزار پاکستانی کون ہیں؟

خبر ہے کہ تین ہزار پاکستانی ملک سے بھاگ کر سوئٹزرلینڈ پہنچ چکے ہیں۔ اور انہوں نے وہاں کی حکومت سے سیاسی پناہ کی درخواست کی ہے پاکستانی اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق آج کل یہاں کے مسلمانوں کو جو بے روزگاری کی چکی میں پس رہے ہیں۔ قادیانی بیرون ملک ملازمتوں کا جھانسہ دے کر غیر قانونی طور پر لے جاتے ہیں۔ جب وہاں پہنچ کر انہیں کوئی روزگار نہیں ملتا اور وہ قانون کی پکڑ میں آجاتے ہیں تو لے جانے والے قادیانی ان کے سامنے مرزا طاہر کی بیعت کا فارم رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب اس مشکل سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ یہ بیعت فارم پُر کر دو اور حکومت پاکستان کے خلاف ایک درخواست لکھو کر وہاں ہم پر ظلم و ستم توڑا جا رہا ہے' ہمیں گرفتار کر کے دوران قید ہم پر تشدد کیا جاتا ہے ہمیں وہاں مذہبی حقوق ادا کرنے کی آزادی نہیں ہے اس لیے ہم یہاں پہنچے ہیں چار و ناچار وہ بیعت فارم پُر کر دیتے ہیں اور قانون کی گرفت سے بچنے کے لیے مذکورہ بالا طریقے کے مطابق سیاسی پناہ کی درخواست دے دیتے ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی حکومت سے مشہور قادیانی اور سامراجی گماشتے ڈاکٹر عبدالسلام کے اچھے مراسم ہیں۔ اور ستمبر میں مرزائیوں کا جھگڑا سربراہ مرزا طاہر بھی سوئٹزرلینڈ کا دورہ کر چکا ہے۔ یہاں کے دینی حلقوں خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور جناب عبدالرحمٰن یعقوب احمد باوا نے سوئٹزرلینڈ میں سیاسی پناہ کی درخواست دینے والے پاکستانیوں کے بارے میں تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے کہ وہ کون ہیں اور انہیں وہاں پہنچانے والا کون ہے؟

کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کو مبارکباد

مرزائیوں کے دو گروپ ہیں ایک لاہوری دوسرا قادیانی ان دونوں کا اختلاف قادیانی ٹولے کی "امامت" یا سربراہی کے مسئلے پر ہوا تھا ایک ٹولہ مرزا محمود کو سربراہ بنانا چاہتا تھا دوسرا محمد علی لاہوری کو مرزا محمود کا گروپ کامیاب ہو گیا تو محمد علی کے گروپ نے قادیانی گروپ سے علیحدگی اختیار کر کے لاہور کو اپنا مرکز بنا لیا۔ اقتدار کی اس کشمکش سے پہلے دونوں گروہوں کا ایک ہی نظریہ اور ایک ہی عقیدہ تھا۔ اختلاف کے بعد لاہوریوں نے یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ مرزا قادیانی نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ وہ ایک مجدد اور مہدی اور مسیح تھا۔ پھر یہ اختلاف مناظرہ بازی اور ہاتھا پائی کی صورت اختیار کر گیا۔

مرزا قادیانی نے مجدد، مہدی اور مسیح ہونے کا ہی دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ وہ نبی اور رسول ہونے کا بھی دعویدار تھا، وہ ایک مبلغ

اسلام کے روپ میں نمودار ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مجدد، مہدی، مسیح اور نبی کے دعوے سے لیکر رحمۃ للعالمین کی ہمسری اور بعد ازاں آپؐ سے بھی بڑھ کر ہونے کے دعوے تک جا پہنچا۔ اس کے بعد چھلانگ لگائی تو مالک کن فیکون ہونے کا مدعی بن بیٹھا، کوئی مسلمان جو سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے وہ مرزا قادیانی کو اس کی کذب بیانیوں، مبالغہ آرائیوں، لن ترانیوں اس کی ہفوات و مغلظات اور اس کے دعاوی کی روشنی میں ایک شریف انسان بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوگا چہ جائیکہ اسے مجدد، مہدی اور مسیح قرار دیا جائے۔

یہاں بات بھی قابل غور ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مجدد کو نہیں مانتا تو وہ اس کے انکار کی وجہ سے کافر نہیں بن جاتا اور نہ ہی کسی مجدد نے ایسے فتوے دیے ہیں۔ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود یہ لکھتا ہے کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لایا وہ مسلمان نہیں۔ ذرِیۃ البغایا (کنجریوں کی اولاد) ہے ایک جگہ وہ کہتا ہے کہ میرے دشمن جنگلوں کے سؤر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو اسلام ہی سے نہیں بلکہ انسانیت سے بھی خارج کر دیا۔ واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد کا ہی نہیں نبوت اور رسالت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ جس کی بنا پر اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو غیر مسلم بنا ڈالا کیونکہ کوئی شخص نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے کافر قرار پا سکتا ہے مجدد کے انکار سے نہیں۔

لاہوری مرزائی اپنے عقائد اور نظریات کے بارے میں سراسر دھوکہ اور فریب دیتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ انہیں وہ تمام حقوق ملیں جو مسلمانوں کو ملتے ہیں۔ چنانچہ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں ایک لاہوری مرزائی نے مسلمانوں کے خلاف ایک کیس دائر کیا۔ جس میں اس نے عدالت سے درخواست کی کہ اس کے اسلامی حقوق تسلیم کیے جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کی مسجد میں عبادت کر سکے اور ان کے قبرستان میں مدفون ہو سکے وغیرہ وغیرہ

اس کیس کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر اور دوسرے علماء کرام جنوبی افریقہ جا چکے ہیں۔ جس عدالت میں یہ کیس دائر ہے اس عدالت کے جج عیسائی یا یہودی ہیں اور مرزائی انہیں سے اپنے مسلمان ہونے کی سند حاصل کر رہے ہیں۔

باقی صفحہ ۱۳ پر

یہی اسلام، یہی عشق، یہی فتویٰ اور یہی قرارداد!

ایک مرتبہ شیخ حسام الدین مرحوم نے مجلس میں آگرے کے ایک مہاسبھائی کی کتاب کے اقتباسات پڑھنے چاہے جن میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر (نعوذ باللہ) ناپاک حملے کیے گئے تھے۔

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (بانی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) غیظ و غضب سے بھرے ہوئے اٹھے، شیخ صاحب کے ہاتھ سے وہ اقتباسات چھین لیے اور ڈانٹ کر فرمایا:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کی بھیک مانگ رہے ہو، حیا کرو، میں امیر شریعت ہوں، تم وزارت سے فتویٰ مانگتے ہو، جاؤ میرا یہ اعلان اور میرا یہ حکم ہے کہ

"وہ ہاتھ جو حضورؐ کے دامن پر اٹھتا ہو کاٹ دیا جائے، وہ زبان جو آپؐ کے خلاف (نعوذ باللہ) زہر اگلتی ہو اسے گدی سے کھینچ لیا جائے اور وہ قلم جو آپؐ کے خلاف بے لگام ہو جائے توڑ دیا جائے

جو شخص

ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے ہم

باقی صفحہ ۱۵ پر

تبلیغی جماعت کا کارنامہ

۱۴ سال کی عمر میں اسلام قبول کرنے والے لڑکے کی

ایمان افروز داستان

تحریر: قاری اظہر ندیم لاہور

انیل کمار ایک ہندو نوجوان تھا اس کے والد متعصب ہندو تھے اس کے تعلقات ہندو لڑکوں کے بجائے مسلمان لڑکوں کے ساتھ تھے انھی میں ایک ذوالفقار نامی لڑکا بھی تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے شہر آگرہ میں ایک پان والے کی دکان پر بیٹھا تھا کہ تبلیغی جماعت والے حضرات گشت کرتے ہوئے آئے جنہوں نے اسے مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کی دعوت دی یہ دعوت اس کے اسلام قبول کرنے کا سبب بن گئی۔ جناب اظہر ندیم صاحب نے انیل کمار سے جو اب جاوید اسلام بن چکا تھا اسلام قبول کرنے کی تفصیلات دریافت کیں۔ اس نے جو کچھ بیان کیا ذیل میں اظہر ندیم کے شکریے کے ساتھ اس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ایک مرتبہ شام کے وقت میں رشید پان والے کی دکان پر بیٹھا تھا کہ چند آدمی جو نہایت ہی شریف معلوم ہوتے تھے۔ لمبے لمبے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بعض کے منہ بھی آہستہ آہستہ ہل رہے تھے، میرے سامنے کھڑے ہو گئے، ان میں سے ایک نے کہا آؤ بیٹا نماز پڑھ لیں ان کو میرے بارے میں معلوم نہ تھا کہ میں ہندو ہوں، اور میں بھی نہیں جانتا تھا کہ نماز کیا ہوتی ہے۔

میرے دل میں آیا کہ میں انکار کر دوں اور ان کو بتا دوں کہ میں ہندو ہوں لیکن پھر سوچا کہ کتنے خلوص سے اس نے مجھے کہا ہے تو میں نے بغیر سوچے سمجھے جواب دیا کہ اچھا میں نماز کے لیے آتا ہوں۔

بس میرا یہ کہنا اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا، وہ لوگ چلے گئے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تبلیغی جماعت والے تھے۔ اور جو میرے ساتھ بات کر رہا تھا اس کو امیر کہتے ہیں۔

آگرہ کی مسجد اور ہماری دوکان

اور پھر میں سوچ کی گہرائیوں میں ڈوب گیا کہ مسجد میں جانا چاہیے یا نہیں جانے کی صورت میں والد صاحب کو پتہ چل گیا تو پھر نامعلوم میرا انجام کیا ہوگا، آگرہ کی جامع مسجد کے نیچے بہت سی دوکانیں ہیں ان میں مسلمانوں کی بھی ہیں اور ہندوؤں کی بھی۔ ہماری دوکان بھی مسجد کے نیچے بازار میں تھی لیکن مسجد کا دروازہ دوسری طرف تھا یعنی ہماری دوکان سے مسجد جانے کے لیے دوکانوں کا چکر لگانا پڑتا تھا آخر میں نے ارادہ کر لیا کہ رات آٹھ بجے جب والد صاحب گھر چلے جائیں گے تو میں دوکان بند کر کے مسجد جاؤں گا خیر میں دوکان پر گیا اور والد صاحب کے گھر جانے کا انتظار کرنے لگا۔ وقت مقررہ پر والد صاحب چلے گئے۔

میری پہلی نماز

پھر میں نے آہستہ آہستہ دوکان بند کرنی شروع کر دی، دوکان سے فارغ ہو کر میں نے ایک چادر اپنے اوپر ڈال لی اس وجہ سے کہ کوئی مجھے پہچان نہ لے جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ آدمی نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ دوسری طرف ایک آدمی ہاتھ منہ دھونے میں مصروف تھا میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔ جیسے وہ کرتا اسی طرح میں بھی کرتا رہا۔

جب وہ فارغ ہوا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا، پھر ایک طرف کھڑا ہو کر اس نے نماز شروع کر دی۔ میں نے بھی اس کی طرف دیکھا دیکھی نماز شروع کر دی۔ نماز کے بعد اس آدمی نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دھیمی دھیمی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"یا اللہ میرے گناہ معاف فرما دے"

بار بار انہی الفاظ کو دہراتا تھا میں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کر دیا۔ چند منٹوں کے بعد وہ چلا گیا۔ میرا دل کرتا تھا کہ میں انہی الفاظ کو دہراتا رہوں ان الفاظ کے ساتھ مجھے بہت سرور مل رہا تھا۔ غالباً ساٹھ یا ستر مرتبہ میں نے ان الفاظ کو کہا ہوگا۔ پھر اچانک مجھے

گھر کا خیال آیا۔ اور میں مسجد سے باہر آگیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گھر کی طرف چل دیا۔ جب گھر پہنچا تو والد صاحب سو گئے تھے۔ اور والدہ میرے انتظار میں جاگ رہی تھی۔ اور مجھے دیکھتے ہی پیار کیا اور کہا بیٹا انیل آج اتنی دیر کیوں لگا دی۔ میں نے کہا ماں آج کام زیادہ تھا کھانا کھا کر میں لیٹ گیا۔

اور بار بار ذہن میں یہ الفاظ گردش کر رہے تھے: ”یا اللہ میرے گناہ معاف فرما دے“ اور پھر نہ معلوم کب نیند کی گہرائیوں میں پہنچ گیا۔ چند دنوں تک یہی معمول رہا۔ یعنی عشاء کی نماز پڑھتا رہا۔

پھر خیال آیا کہ والد صاحب تو دوکان پر دیر سے آتے ہیں کیوں نہ ان کے آنے سے پہلے صبح کی نماز پڑھ لیا کروں۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب میں گھر سے چلا تو سیدھا مسجد چلا گیا۔ اور ہاتھ منہ دھو کر نماز پڑھنی شروع کر دی، مجھے معلوم نہ تھا کہ صبح کی نماز کی کتنی رکعتیں ہیں بس میں تو جس طرح رات نماز پڑھتا تھا اسی طرح صبح بھی پڑھ لیتا تھا یا اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا اس کی طرف دیکھ کر پڑھ لیتا تھا نماز سے فارغ ہونے کے بعد دوکان پر آجاتا۔ اور والد صاحب کے آنے سے پہلے پہلے دوکان صاف کر کے لین دین شروع کر دیتا۔

دوکان پر گاہک زیادہ آنے لگے

اب ایک نئی بات ہوئی کہ ہماری دوکان پر گاہک زیادہ آنے لگے۔ اور ہر وقت اچھا خاصا ہجوم لگا رہتا اور جب والد صاحب دوکان پر آتے تو مجھے گاہکوں کے ساتھ معروف دیکھ کر ایک طرف ہو جاتے پیار سے میری طرف دیکھتے اور کہتے بیٹا انیل اب تم اپنا کام کرو میں دوکان پر بیٹھتا ہوں۔ چنانچہ میں والد صاحب کی سائیکل پر پان رکھتا اور چھوٹی چھوٹی دوکانوں پر سپلائی کرتا اس طرح دن گزرتے رہے۔

اعزاز علی سے باتیں

ایک مرتبہ میں اپنے دوست اعزاز علی سے ملنے ان کے گھر گیا۔ اس کے بھائی نے بتایا کہ نماز پڑھنے مسجد گیا ہوا ہے۔ میں اس کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ ۱۰ منٹ بعد وہ آگیا مجھے دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھا۔

کہنے لگا نیلی (مجھے پیار سے نیلی کہتا تھا) آج مجھے تمہارے آنے پر بہت خوشی ہوئی ہے، نیلی کاش تم مسلمان ہوتے تو ہم دونوں اکٹھے مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتے۔

اس کے یہ الفاظ سن کر میرا دل دھک دھک کرنے لگا میں نے سوچا شاید اس کو میرا مسجد میں جانا معلوم ہو گیا ہے، خیر تو میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا، علی تم مسجد میں جایا کرتے ہو، کہنے لگا ہم اپنے رب کو خوش کرنے کے لیے پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا کس کس وقت تم نماز پڑھتے ہو، کہنے لگا پہلی نماز سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے، دوسری نماز ایک اور دو بجے کے درمیان، تیسری نماز چار اور پانچ بجے کے درمیان چوتھی نماز سورج غروب ہوتے ہی، پانچویں نماز رات کو سات اور آٹھ بجے کے درمیان۔

میں نے کہا جو وقت تم نے بتائے ہیں اگر ان میں کوئی نہ پڑھ سکے، کہنے لگا پھر وہی نماز بعد میں پڑھ لے۔ میں نے کہا نماز میں تم کیا پڑھتے ہو۔ کہنے لگا ہماری ایک کتاب ہے جس کو قرآن مجید کہتے ہیں وہ اللہ کی کتاب ہے اس میں سے جو زبانی یاد ہو وہ پڑھ لیتے ہیں، میں نے کہا اگر کسی کو قرآن مجید میں سے کچھ بھی نہ آتا ہو وہ نماز میں کیا پڑھے کہنے لگا جو بھی مسلمان ہوگا اس کو قرآن میں سے کچھ نہ کچھ ضرور آتا ہوگا، پھر بھی اگر کسی کو نہ آئے تو ”سبحان اللہ، سبحان اللہ“ ہی پڑھ لیا کرے۔ (اگر یہ تحریر اعزاز علی کی نظر سے گزرے تو وہ راقم الحروف سے لاہور میں رابطہ قائم کرے)

اس کے بعد میں علی سے رخصت ہو کر گھر چلا آیا، اور راستہ میں سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتا رہا گھر سے کھانا کھا کر دوکان پر جانے لگا تو والدہ نے کہا بیٹا انیل جلدی گھر آجانا میں نے کہا اچھا اور گھر سے نکل پڑا۔

جماعت کیساتھ مغرب کی نماز کی ابتداء

پھر مجھے خیال آیا کہ سورج غروب ہونے کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ بھی پڑھنی چاہیئے۔ چنانچہ میں دوکان پر جانے کی بجائے مسجد چلا گیا، ہاتھ منہ دھونے کے بعد مسجد کے اندر جا کر بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد ایک آدمی کھڑا ہوا اور زور زور سے کہنے لگا اللہ اکبر اللہ اکبر حالانکہ میں نے پہلے بھی ان کلمات کو سنا تھا لیکن آج تو بس دل ہی میں اترے جا رہے تھے۔ اس کے بعد تمام لوگ لائنوں میں کھڑے ہو گئے اور ایک آدمی نے آگے بڑھ کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ بہت ہی دلکش آواز تھی دل کرتا تھا کہ وہ پڑھتا رہے اور میں سنتا رہوں۔

اس نماز میں اتنا سکون ملا جو بیان سے باہر ہے کیونکہ میں نے پہلے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھی تھی، بلکہ اپنی علیحدہ نماز پڑھتا تھا۔

مسجد سے نکلتے ہوئے ہندو نے دیکھ لیا

نماز سے فارغ ہو کر مسجد کی سیڑھیاں اترتے ہوئے مجھے ایک ہندو جس کی دوکان ہماری دوکان کے ساتھ تھی اس نے دیکھ لیا۔ میں ایک دم گھبرا گیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا مسجد میں کس لیے گئے تھے میں نے گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا میں اپنے دوست علی کو دیکھنے گیا تھا۔ اس نے کہا اچھا اب میں چاچا گوپال[1] سے بات کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ تو چلا گیا۔ اور میں سوچنے لگا اب کیا کیا جائے اگر واقعی میرے والد کو اس ہندو نے میرا مسجد میں جانا بتا دیا تو پھر والد صاحب میرا کوئی عذر نہیں سنیں گے، بہرحال میں دوکان پر چلا گیا، والد صاحب نے کہا اتنی دیر کہاں لگا دی تھی، میں نے کہا اپنے دوست سے ملنے چلا گیا تھا۔ خیر والد صاحب گھر چلے گئے اور میں دوکان پر بیٹھ گیا۔ وقت مقررہ پر دوکان بند کی اور پھر رات کی نماز پڑھنے مسجد چلا گیا۔

---

[1] یاد رہے گوپال مجاہد کے والد کا نام ہے۔

نماز پڑھنے کے بعد میں نے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے اور اپنے رب سے فریاد کرنے لگا "یا اللہ میرے گناہ معاف فرمادے، اور مجھے ہر معاملہ میں ثابت قدم رکھنا" نماز کے بعد میں گھر کی طرف چل پڑا۔ آج نہ معلوم کیوں میرا دل دھک دھک کر رہا تھا جب گھر پہنچا تو وہاں کچھ اور ہی منظر دیکھا۔

مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ والد نے بے تحاشہ پیٹا

میرے والد صاحب بڑی بے چینی سے ٹہل رہے تھے اور ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا انہوں نے کچھ کہے سنے بغیر میرا ہاتھ پکڑا اور کمرہ میں لے گئے۔ اچانک ان کے ہاتھ مشین کی طرح چلنے لگے۔ انہوں نے ہاتھوں اور لاتوں سے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ اور وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ جسم کے کس حصہ پر مار پڑ رہی ہے۔ میرے کان، ناک منہ، سینہ، پیٹ وغیرہ میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں انہوں نے نہ مارا ہو۔ آخر جب ہاتھوں سے مار مار کر تھک گئے تو انہوں نے آواز دی ذرا میرا بینت لانا، میری ماں اور بہنیں جو دروازہ پر کھڑی رو رہی تھیں۔ کسی میں بھی اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ مجھے والد صاحب سے چھڑا تی۔ والد صاحب کا گھر پر اتنا رعب تھا کہ جب بھی وہ گھر آتے تھے سب گھر والوں کو سانپ سونگھ جاتا تھا۔ اور خاموش ہو کر کمرہ میں دبک جاتے تھے۔ جب بینت کوئی نہ لایا تو والد صاحب خود بینت لانے کے لیے کمرہ سے نکل گئے۔

گھر والے ادھر ادھر ہو گئے تو میں نے دیکھا کہ والدہ دوسرے دروازہ سے کمرہ میں داخل ہوئی روتے ہوئے کہنے لگی بیٹا انیل سچ سچ بتا دو ورنہ جب تک تم نہ بتاؤ گے یہ نہیں چھوڑیں گے، میں نے کہا امی میرا قصور کیا ہے، ابا نے تو مجھے بتایا بھی نہیں ویسے ہی پیٹنا شروع کر دیا۔ اچانک والد صاحب بینت لے کر کمرہ میں داخل ہوئے ان کو دیکھتے ہی والدہ کمرے سے باہر چلی گئی اور والد صاحب نے آتے ہی مجھ پر بینت برسانے شروع کر دیئے۔

۱۴ سال کی عمر میں میرے جسم کی چمڑی ادھیڑ دی گئی

میری عمر اس وقت ۱۴ سال تھی۔ میں والد صاحب سے اتنا ڈرتا تھا کہ یہ پوچھنا بھی میرے لیے محال تھا کہ میرا قصور کیا ہے والد صاحب کے بینت کو پہلے تو میں اپنے ہاتھوں پر کھاتا رہا ان کی مار کا یہ عالم تھا کہ سانس لینے کے لیے بھی ان کے ہاتھ نہ رکتے تھے۔

پھر میرے ہاتھ خود بخود ڈھیلے ہو گئے اور اتنی سکت نہ رہی کہ میں اپنے دفاع میں ہاتھوں کو اوپر اٹھا سکوں، تقریباً پچاس سے بھی زیادہ بینت مارے ہوں گے میرے جسم پر شاید ہی کوئی جگہ ایسی ہو جہاں بینت نہ لگے ہوں، میرے بازو سوج گئے تھے اور ان میں خون رس رہا تھا، سر میں گومڑے پڑ گئے تھے، مجھے الٹا لٹا کر میری کمر میں لگاتار بینت مارتے رہے، میرے جسم پر اپنے پاؤں رکھ کر اپنا پورا وزن ڈالتے تھے۔ میرے جسم کی بعض جگہ سے چمڑی ادھڑ گئی تھی۔

محلہ والے اور میرے والد

میری چیخ و پکار سے محلہ والے جن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی اکٹھے ہو گئے، اور میری والدہ کی حالت قابل دید تھی، اس نے محلہ والوں کو بھگوان کا واسطہ دے کر کہا کہ میرے بیٹے کو چھڑا دو۔ چنانچہ تین آدمی آگے بڑھتے ہیں دو ہندو تھے اور ایک مسلمان، والد صاحب نے ان کو دیکھا اور گرج کر کہا خبردار میرے نزدیک کوئی نہ آئے، لیکن پھر بھی ان تینوں میں سے ایک آگے بڑھ گیا اور کہا مہاراج بس کرو کیا جان سے مارنے کا ارادہ ہے؟ والد صاحب نے کہا اگر اس حالت میں یہ پلید مر گیا تو مجھے فخر ہو گا۔

میرا چھوٹا بھائی شیام والد صاحب کی ٹانگوں سے چمٹ گیا

اتنی دیر میں میری والدہ میرے چھوٹے بھائی شیام کو گود میں اٹھا لائی اور والد صاحب کی ٹانگوں کے پاس لا کر چھوڑ دیا، وہ میرے والد کی ٹانگوں سے چمٹ گیا

میرے والد کو شیام سے بہت پیار تھا چنانچہ بینت کو ایک طرف پھینک دیا اور شیام کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ چنانچہ محلہ والے میرے والد کو گھر سے باہر لے گئے۔

والدہ اور بہن بھائیوں کا مجھ سے پیار

ایک دم میری والدہ اور بہن بھائی میرے ارد گرد جمع ہو گئے، سب ہی رو رہے تھے۔ میری والدہ نے رومال سے خون صاف کیا اور میری بہن کو کہا کہ جاؤ دودھ گرم کر کے لے آؤ میرا بڑا بھائی اشوک دوائی لینے چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد گرم گرم دودھ والدہ چمچ سے میرے منہ میں ڈال رہی تھی اور اشوک میرے زخم صاف کرنے اور دوائی لگانے میں مصروف ہو گیا۔

جب میں تھوڑا سا سنبھلا تو والدہ نے کہا بیٹا آئندہ مسجد نہ جانا میں نے کہا امی کیا مجھے مسجد میں جانے کے سبب سے پیٹا گیا۔ ماں نے کہا ہاں، حالانکہ ابھی میں نے عملی طور پر اسلام بھی قبول نہ کیا صرف اپنے شوق سے مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔

تبلیغی جماعت کے امیر کی دل موہ لینے والی باتیں

آہستہ آہستہ میرے زخم ٹھیک ہو گئے۔ بس صرف ایک مرتبہ والد صاحب نے کہا اگر اب مجھے پتہ چلا کہ تم مسجد گئے ہو تو پھر میں تم کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔

اب میں بہت ہی احتیاط سے مسجد جاتا اور نماز پڑھتا رہا۔ تقریباً دو ماہ گزر گئے ایک مرتبہ پھر وہ ہی تبلیغی جماعت کے امیر سر راہ ملے، حالانکہ امیر صاحب کو کسی نے بتا دیا تھا کہ یہ لڑکا ہندو ہے، پھر بھی مجھ سے پوچھا کیا ارادہ ہے۔ میں نے جواب دیا میں سوچ رہا ہوں، فرمانے لگے بیٹے تم لوگ بہت سے خداؤں کو پوجتے ہو۔ مجھے بتاؤ آخر کس کس خدا کو راضی کرو گے، ہم صرف ایک خدا کو مانتے ہیں ہمارے کوئی ٹکڑے بھی کر دے ہم تب بھی کسی اور کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرا سکتے۔ تم اپنے ہاتھ سے مورت بناتے ہو اور پھر اسی کی پوجا شروع کر دیتے ہو اور آخر میں فرمانے لگے بیٹے اگر تم دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ تو گزشتہ تمہارے سب گناہ اور غلطیاں اللہ پاک معاف فرما دیں گے۔ اور تم اس طرح

ظاہری اور باطنی طور پر پاک صاف ہو جاؤ گے گویا ابھی پیدا ہوئے ہو۔ میں نے جواب دیا آج رات مزید میں سوچ لوں، کل آگرہ کی جامع مسجد میں شام سات بجے اپنے فیصلے سے آپ کو آگاہ کروں گا۔

انہوں نے بڑی شفقت سے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور کہا اللہ تمہاری مدد کرے یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ اور میں گھر آگیا۔

اسلام قبول کرنے کے بارے میں کشمکش

رات کو میں چارپائی پر لیٹ کر سوچنے لگا، کیا فیصلہ کروں، آیا اسلام قبول کر لوں یا نہ قبول کروں، دل میں خیال آیا کہ اسلام قبول کرنے کی صورت میں تم کو والدین، بہن بھائی، رشتہ دار اپنا گھر دوکان وغیرہ سب کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ نہ معلوم میرا ٹھکانہ کیا ہوگا۔ اور میرا کام کیا ہوگا اور پھر والدین سے ملنا نصیب ہوگا یا نہیں؟

لیکن اسلام کی جو مٹھاس میں محسوس کر رہا تھا، وہ ان سب پر حاوی تھی، اور مجھے یہ سب تکلیفیں برداشت کرنا تھیں۔ بہرحال اس قسم کے بہت سے خیالات میرے ذہن میں گردش کرتے رہے آخر میرے دل میں خیال آیا کہ صبح اٹھتے ہی اگر دل مطمئن ہوا تو اسلام قبول کر لوں گا ورنہ نہیں۔

گھر میں آخری رات

میرا چھوٹا بھائی شیام میرے ساتھ لیٹا ہوا گہری نیند سو رہا تھا میں نے اسے پیار کرتے ہوئے سرگوشی میں کہا ننھے شاید کل میں تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاؤں گا۔

پھر میں اپنی چھوٹی بہن کی طرف دیکھنے لگا جو دوسری چارپائی پر بے خبر سو رہی تھی، نائٹ بلب کی روشنی میں والد صاحب کے علاوہ سب گھر والوں کے چہرے میرے سامنے تھے، کیونکہ والد صاحب ہم سب سے علیحدہ سوتے تھے، جب میں نے اپنی والدہ کی طرف جی بھر کر دیکھا تو بے اختیار میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی۔

میں سوچ رہا تھا میری والدہ میرے ساتھ کتنا پیار کرتی ہے۔ میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے میں نے اپنے آپ کو چپ کرانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ غیر ارادی طور پر خود بخود رونا آتا تھا۔

بہن سے باتیں

اچانک میری بڑی بہن پشپا کماری کی آنکھ کھل گئی، اس نے میری طرف دیکھا تو جلدی سے اٹھی اور میری چارپائی پر آکر میرا چہرہ اپنی گود میں رکھ لیا اور پوچھنے لگی کیا بات ہے انیل؟ میں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا باجی! میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ اس نے دھیمے دھیمے میرا سر دبانا شروع کر دیا اور کپڑے سے میرے آنسو صاف کرنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا باجی بس کرو اب آرام آگیا ہے۔

اس بیچاری کو کیا معلوم تھا کہ مجھے اصل میں کیا روگ ہے وہ یہ کہتی ہوئی اٹھی لو میں اپنے بھیا کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔ میں پھر سوچ کی گہرائیوں میں اتر گیا کہ بہن بھائی کا رشتہ کتنا مقدس رشتہ ہے اور بہن کو اپنے بھائی سے کس قدر محبت ہوتی ہے۔

عملی طور پر اس کا نمونہ سامنے دیکھ رہا تھا۔ کون ہے جو اپنی نیند کو چھوڑ کر دوسرے کے درد میں شریک ہو آخر میری بہن چائے لے آئی اور میں اٹھ بیٹھا اور چائے پینے لگا۔ چائے پی کر میں نے کہا باجی اب تم آرام کرو، باجی نے کہا نہیں پہلے تم سو جاؤ پھر میں جاؤں گی۔

چنانچہ میں لیٹ گیا اور مصنوعی طور پر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر کے بعد بہن نے میرے ماتھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا بھگوان تمہاری حفاظت کرے۔ یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور میں سوچنے لگا کہ کس طرح میں اپنے بہن بھائیوں کے بغیر رہ سکوں گا، اور ہر وقت مجھے ان کی یاد تڑپائے گی

اسی کشمکش میں مجھے نیند آگئی، جب صبح آنکھ کھلی تو دیکھا شیام نے اپنے بازو میری گردن میں حائل کئے ہوئے تھے، میں نے آہستہ سے اس کے بازو جدا کئے اور جب رات کے واقعات کے بارے میں تو میرا دل سے مطمئن تھا۔

گھر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا

میں نے واقعی فیصلہ کر لیا کہ اب مجھے اسلام قبول کر لینا چاہیئے۔ اس دن میں نے اپنے بہن بھائیوں سے خوب دل کھول کر باتیں کیں، شیام تو میری گود سے اترتا ہی نہیں تھا، چنانچہ میں اس کو بازار لے جانے لگا تو میرے دوسرے بھائی رام کمار نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بھیا میں بھی بازار جاؤں گا۔ میں نے اس کو بھی ساتھ لیا، اور ان دونوں کو طرح طرح کی چیزیں خرید کر دیں۔ پھر گھر آکر وہ اپنی چیزوں سے دل بہلانے لگے۔ اور میں اپنی ماں کے پاس آکر بیٹھ گیا ماں نے کہا بیٹا دکان پر کیوں نہیں جاتے میں نے کہا ابا جان ہر وقت بات بات پر مجھے جھڑک دیتے ہیں۔ ماں نے کہا آج تمہارے چچا گھر آئیں گے میں انہیں کہوں گی کہ وہ تمہارے ابا کو سمجھائیں۔ ماں کافی دیر تک باتیں کرتی رہی اور میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ آخر وہ وقت آگیا جب میں نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گھر کو خیرباد کہنا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ پھر اپنے بہن بھائیوں کی طرف دیکھا، میرا دل بے طرح دھڑکنے لگا، قریب تھا کہ میرے آنسو نکل آتے لیکن میں نے اپنے جذبات پر قابو پایا اور گھر سے باہر نکل آیا۔ گلی کے کنارے پر جا کر میں نے اپنے گھر پر ایک حسرت بھری نظر ڈالی اور آگرہ کی جامع مسجد کی طرف چل پڑا۔

میں نے اسلام قبول کر لیا

مجھے اس بات پر ہمیشہ فخر رہے گا کہ ابھی میں سن بلوغت کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی لازوال دولت سے مالا مال کر دیا۔

تقریباً ساڑھے چھ بجے شام جامع مسجد پہنچ گیا، امیر صاحب بھی آئے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا کیا فیصلہ کیا ہے تم نے؟ میں نے کہا اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

یہ سنتے ہی انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور مجھے کہا اچھی طرح غسل کر کے یہ کپڑے پہن لو،

باقی صفحہ ۱۵ پر

حافظ محمد الیاس بندھانی کراچی

افکار قارئین

اخلاقی پستی اور بگاڑ کی وجہ کیا ہے؟

نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کیا جائے

علمائے کرام ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک خاتون کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی۔ لیکن دنیا میں قدم رکھتے ہی بچے نے جو رونا شروع کیا تو ہزار کوششوں اور لاکھوں جتن کے باوجود اس بچے کا رونا بند نہ کرایا جاسکا۔ ایک بزرگ کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو وہ تشریف لائے بچے کو گود میں لیا پہلے اس کے ایک کان میں کچھ کہا پھر دوسرے کان میں نہ جانے کیا کہا کہ بچہ فوراً ہی پرسکون ہوگیا۔ دیکھنے والے حیرت زدہ رہ گئے اور بزرگ سے دریافت کیا کہ آخر آپ نے اس بچے کے کانوں میں ایسی کیا بات کہہ دی جسے سن کر بچہ ایک پرسکون ہوگیا۔ بزرگ نے فرمایا "اس بچے کی ماں قرآن پاک کی حافظہ ہے جب تک یہ بچہ ماں کے پیٹ میں رہا اس دوران بھی اس کی ماں روزانہ ایک قرآن پاک کا ختم کیا کرتی تھی جس کی وجہ سے قرآن کی تلاوت اس بچے کی روحانی غذا بن گئی اس کے سانسوں کی ہر دھڑکن میں قرآن پاک کی خوشبو رچ بس گئی۔ اس ماحول سے رابطہ ٹوٹنے اور اس دنیا میں جنم لینے کے بعد چونکہ اس بچے کو اس کی خوراک یعنی قرآن کی تلاوت سننے کو نہ ملی اس لیے اس نے پریشان ہوکر رونا شروع کردیا۔ میں نے اس کے دونوں کانوں میں قرآن پاک کی ایک ایک آیت پڑھ کر سنا دی بچے کو اس کی خوراک مل گئی اس لیے یہ پرسکون ہوگیا۔"

یہ واقعہ مسلمانوں کے شاندار ماضی کی عکاسی کرتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمان بچے کی تعلیم وتربیت کس انداز میں کی جاتی تھی اور آج مسلمانوں کے زوال اور پستی کی یہ انتہا ہے کہ جب تک ہمارے مسلمان بچے اور نوجوان ڈسکو میوزک نہ سن لیں انہیں نیند نہیں آتی۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ہمارے مسلمان فنکار کھلم کھلا یہ بتاتے ہیں کہ موسیقی ان کی روح کی غذا ہے اور وہ فن موسیقی کو عبادت سمجھ کر سرانجام دے رہے ہیں اس اخلاقی پستی کی تمام تر وجہ ہمارا بگڑا نظام تعلیم ہے۔ آج کے دور میں یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی کسی انگلش میڈیم اسکول میں داخل کرانے کی فکر میں لگ جاتا ہے، اور یہی انگلش میڈیم اسکول ہماری نوجوان نسل کو نظام اسلام سے بہت دور لے جارہے ہیں۔ ذرا سوچئے جن انگلش میڈیم اسکولوں میں مخلوط نظام تعلیم ہو لڑکیاں اور لڑکے ساتھ پڑھیں لڑکیاں غیر محرم لڑکوں سے بلاتکلف ہاتھ ملائیں۔ جن انگلش میڈیم اسکولوں میں کلاس کے اندر اردو میں بات کرنا جرم ہو اور اردو میں بات کرنے والے طالب علم کو اس غلطی پر جرمانہ عائد کیا جائے جن انگلش میڈیم اسکولوں کی انتظامیہ اور اساتذہ کی اکثریت غیرمسلم ہو جہاں سنگاپور کا کورس پڑھایا جائے اور کبھی اسکول میں کوئی تقریب یا فنکشن ہو تو اس فنکشن میں مسلمان طلباء وطالبات بے ہودہ لباس میں رقص کریں اور اس رقص کی انہیں باقاعدہ پہلے سے اسکول ہی میں تربیت دی جائے، اور یہ ایک انتہائی افسوسناک حقیقت ہے کہ آج ہمارے مسلمان طالب علموں کے ہیرو حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، ٹیپو سلطان اور محمد بن قاسم جیسے اسلام کے مایہ ناز مجاہد نہیں بلکہ ان کے پسندیدہ ہیرو مائیکل جیکسن جیسے غیرمسلم گلوکار اور اداکار ہیں، اور اس حقیقت کو بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ ان انگلش میڈیم اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کی اکثریت اس بات سے قطعی ناواقف ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ یہ چاروں پیغمبر تھے یا خلفائے راشدین؟ اور اگر یہ چاروں خلفائے راشدین ہیں تو خلفائے راشدین کسے کہا جاتا ہے؟ ایسے ماحول اور بگڑے ہوئے نظام تعلیم کی موجودگی میں نفاذ اسلام کی کوششیں کرنا قطعی بے سود ہے۔ چاروں خلفائے راشدین سمیت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام وفادار اور جانثار صحابہ کرامؓ ہمارے وہ عظیم محسن اور رہنما ہیں جن کی بے مثال قربانیوں اور بارگاہ خداوندی میں جن کی عزت وقبولیت کے طفیل آج ہم نہ صرف خود کو مسلمان کہلاتے ہیں بلکہ اس سرزمین پاکستان پر آزادی کے سانس بھی لے رہے ہیں۔

لہٰذا میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ نفاذ اسلام کی کوششوں کو صحیح معنوں میں کامیابی سے ہمکنار کرنے اور پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنانے کے لیے بگڑے ہوئے نظام تعلیم کو ابتدائی سطح سے

سے کر ڈگری کلاسوں تک بلا امتیاز اسلامی خطوط پر استوار کیجئے۔ تمام تعلیمی اداروں میں ناچ گانے کی کسی بھی تقریب یا فنکشن منعقد کرنے پر سختی سے پابندی عائد کی جائے پرائمری کلاسوں سے لے کر ڈگری کلاسوں تک ہر کلاس کے نصابی کورس میں خلفائے راشدین کے حالات زندگی اور ان کی سیرت ہائے مبارکہ کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے موسیقی کے تمام پروگرام بند کر کے خصوصی پروگرام پیش کئے جائیں اور جس طرح شجاعت کے بہترین مظاہرے پر "نشان حیدر" دیا جاتا ہے اسی طرح دیگر شعبوں میں بہترین کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر نشان صدیقی، نشان فاروقی اور نشان عثمانؓ دینے کا بھی اعلان کیا جائے۔ کہ صحابہ کرامؓ سے محبت اور عقیدت ہی ہماری کامیابی و کامرانی کی ضمانت ہے۔

بقیہ: اداریہ

یہود ہو یا نصاریٰ ان دونوں کے متعلق قرآن پاک میں صاف طور پر موجود ہے۔

یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء کہ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہود و نصاریٰ جو مسلمانوں سے کسی طرح راضی نہیں ہو سکتے۔ جبکہ ان کے ساتھ دوستی رکھنے کی بھی ممانعت ہے ان سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیں گے یہودی اور عیسائی مصنف، ادیب، مورخ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے بارے میں جو من گھڑت افسانے گھڑتے اور شوشے چھوڑتے رہتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اس صورت حال کے پیش نظر کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے مسلمانوں نے عالم اسلام خصوصاً پاکستان اور بھارت کے دینی مراکز سے رجوع کیا اور ایک استفتاء میں علماء کرام سے دریافت کیا گیا کہ غیر مسلم عدالت یا غیر مسلم ججوں کو اسلام کے طے شدہ امور میں مداخلت کرنے، فیصلہ دینے کا حق ہے یا وہ کسی معاملے میں ثالث بنائے جا سکتے ہیں جس کا جواب نفی میں آیا۔ چنانچہ گذشتہ ہفتے پر وہاں کے مسلمان عدالت میں حاضر ہوتے اور وہ تمام فتویٰ جات عدالت میں داخل کر کے فوراً غیر مسلم عدالت سے واک آؤٹ کر گئے۔

ہم کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں کو اس جرأت ایمانی پر دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتے اور انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہ جرأت مندانہ موقف اختیار کر کے دینی غیرت، اسلامی حمیت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

بقیہ:۔ قاضی احسان احمدؒ

ہمدردی کے طور پر قاضی صاحبؒ کو صرف ایک دن کیلئے پیرول پر رہا کر دے تاکہ وہ اپنے والد صاحبؒ کی تدفین کی رسومات میں شرکت کر سکیں اور اس مقصد کیلئے ایک لاکھ روپیہ زرضمانت کے طور پر دینے کی پیشکش بھی کی گئی مگر اس شقی القلب شخص نے رہا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ آزمائش و ابتلاء کے جانکاہ مرحلوں سے گزرنے کے باوجود قاضی صاحبؒ نے ناموس ختم نبوت کے تحفظ سے متعلق اپنے پیر و مرشد حضرت امیر شریعتؒ کے چھوڑے ہوئے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرانے کی لگن میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا وہ زیست کی آخری سانس تک اسی محاذ پر سرگرم عمل رہے۔

قاضی صاحبؒ کو سرور کونین خاتم النبیین آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے والہانہ شیفتگی اور جذبات کی حد تک عشق تھا آپ روزمرہ کے معمولات میں آنحضرتؐ کے طور طریقے اپنانے کی ضرورت پر زور دیتے انہوں نے قومی زندگی میں فرنگی تہذیب کی تقلید اور اس کے فروغ کی ہمیشہ زبردست مخالفت کی۔ قاضی صاحبؒ سنت رسولؐ کے مطابق خوش لباس زیب تن کرنے اور اچھی خوشبو لگانے کے بے حد شوقین تھے۔ آپ پبلک جلسوں میں اللہ کی وحدانیت، شان رسالتؐ اور عظمت صحابہؓ کے موضوع پر گھنٹوں پر مغز تقاریر کرتے۔ ناموس تحفظ ختم نبوت کا عشق تو آپ کے رگ و ریشے میں سرایت کئے ہوئے تھا انہوں نے اپنی عمر عزیز کے دس سال حق گوئی و بیباکی کے جرم کی پاداش میں زنداں کی نذر کیے۔ اور مختلف امراض کا شکار ہو کر شمع آزادی کا پروانہ ختم نبوت کا یہ دیوانہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء کو ہمیشہ کیلئے آغوش رحمت خداوندی کی گود میں چلا گیا۔ آپ کو شجاع آباد میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قاضی صاحبؒ کی دین و ملت کی خاطر دی گئی قربانیوں کو مقبول و منظور فرمائے اور ان کو اپنے پیارے نبیؐ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔

مرزائے قادیان پر لعنت بھیجنے کی برکت

آپ کا ہفت روزہ رسالہ ختم نبوت بذریعہ ڈاکٹر عبدالقادر صاحب پڑھنے کو ملتا ہے۔ قابل تعریف نام اور قابل تعریف رسالہ ہے اور بہت اچھا رسالہ بھی مرزائیوں اور قادیانیوں کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ پاک آپ کی کوششوں کو بار آور فرمائے اور اس کا اجر دنیا اور آخرت دونوں میں عطا فرمائے۔ اور آپ کے ادارے کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے آمین۔

ایسے ملک (رنجبی) میں دینی کتب اور رسالوں کی اشد ضرورت رہتی ہے کچھ لٹریچر بھجوا دیں یہیں ایک قادیانی جوڑے کو مسلمان کر کے انکا نکاح دوبارہ پڑھایا پانچ سال قبل قادیانیوں نے ان کا نکاح پڑھایا تھا وہ سال سے انکے ہاں کوئی اولاد نہ تھی جب مرزائے قادیان پر لعنت بھیج کر اور توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوگئے تو اللہ نے ایک سال ہی میں اس جوڑے کو چاند سا بیٹا عطا فرمایا تو الله تعالیٰ ہم سب کا حامی و مددگار ہو آمین لٹریچر ضرور بھیجیں سب احباب کو سلام فقط

محمد عبدالرحمن خطیب ...... (رنجبی)

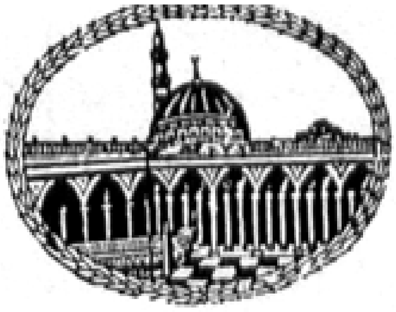

القدس

کا مستقبل کیا ہے اور ہم کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟

اب ہمیں اس المناک مسئلے کا حل تلاش کرنا ہے جس کا سامنا آج القدس کو ہے القدس کا مستقبل کیا ہے؟ ہم اس مستقبل کے لیے کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ القدس آج سخت آزمائش ،مصیبت اور مزاحمت کے دور سے گزر رہا ہے۔ اس کے مصائب کا سبب تو اسرائیل کا وہ غاصبانہ قبضہ ہے جو فلسطین میں صیہونی مداخلت کا ایک حصہ ہے اور جہاں تک مزاحمت کا تعلق ہے تو یہ فلسطینی عوام کا فطرتی رد عمل ہے وطن عزیز کی آزادی اور حرمت کا تحفظ ان کا فرض اولین ہے اور اپنے اسی فرض کو نبھانے کے لیے وہ اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں

اسرائیلی قابضین کی ان نسل پرست صیہونی پالیسیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے، جو اس نے فلسطین کے مقبوضہ علاقوں میں اپنا رکھی ہے ہم مختصر طور پر اقوام متحدہ میں جاری ہونے والے بیانات پر ہی اکتفا کرتے ہیں جس میں اسرائیلی حکومت کو بد تہذیب ، جابر، قانون کی آڑ میں ستم ڈھانے اور مقدس مقامات کی بے حرمتی کی مرتکب قرار دیا جاتا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ صیہونی جارح نے فلسطین کی شہری تہذیب و تمدن کو تباہ و برباد کر دیا ہے انہوں نے اپنے غیر انسانی مظالم سے ماضی کی دردناک داستانوں کو مات کر دیا ہے۔ خصوصاً القدس کو زیادہ تباہی و بربادی کا سامنا ہے اس کے مقدس نقوش کو فوجی تعمیرات کے ذریعے مٹایا جا رہا ہے یہودیوں کے لیے زندگی کی جدید بنیادیں استوار کرنے کی خاطر شہر کو اس کے ماضی سے جدا کر دیا گیا ہے یہ جدید زندگی "القدس" کی اعلیٰ مذہبی روایات سے بیگانہ اور متضاد ہے۔

"القدس" کو اسرائیلی صیہونیوں کے مقاصد کی تکمیل کے لیے تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے یہودی یہاں اپنی آبادی کو مستقل بنیادوں پر فروغ دینے کے لیے غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں پوری دنیا مختلف طریقوں سے ان اقدامات پر اپنی ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کر چکی ہے۔ اسلامی کانفرنس تنظیم نے دیگر اہم معاملات کے ساتھ ساتھ "القدس" کے مسئلے کا بہ نظر غائر جائزہ لیا جس کے نتیجے میں یہ ثابت ہوا کہ "القدس" کا مسئلہ تمام رکن اسلامی ممالک کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اس وقت سے اسلامی کانفرنس تنظیم اقوام متحدہ کی سطح پر اس مسئلے کے حل کے لیے سرگرداں ہے اسلامی کانفرنس تنظیم نے اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اسرائیل کے ان اقدامات کی مخالفت کریں جو وہ "القدس" میں بروئے کار لا رہا ہے۔ تنظیم نے براہ راست بڑی طاقتوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ "القدس" کو آج جن مصائب کا سامنا ہے اس کی براہ راست ذمہ داری انہی طاقتوں پر عائد ہوتی ہے۔ تنظیم نے امریکی انتظامیہ اور امریکہ میں موجود بعض دوسری قوتوں اور حلقوں کی طرف سے جاری ہونے والے پالیسی بیانات اور ان اقدامات کی شدید مذمت کی ہے جن کا مقصد اسرائیلی جارحیت کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

"القدس" کے مستقبل کے بارے میں نہ صرف عالم اسلام بلکہ مسیحی برادری اور دنیا میں پھیلے ہوئے یہودی طبقہ اور پوری دنیا ہی سخت تشویش میں مبتلا ہے عیسائیوں کے پوپ نے بھی متعدد مواقع پر اپنی اس تشویش کا اظہار کیا ہے یورپی برادری نے اس بارے میں جو بیانات جاری کیے ہیں ان میں بھی ان کی گہری تشویش کا اظہار ملتا ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ہمیشہ اس مسئلے کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے اور اس بارے میں کئی قراردادیں منظور کی ہیں خود کئی یہودی شخصیات نے اس امر پر تشویش اور بے چینی کا اظہار کیا ہے کہ "القدس" کو تباہی و بربادی سے دوچار کر دیا گیا ہے اور اس کی بے حرمتی کی جا رہی ہے تاریخ اس بات کی ہمیشہ گواہ رہے گی

کر فلسطینی عوام نے اپنی جان و مال اور بچوں کی قربانی دے کر بھی اپنے مقدس فرض کو نبھانے کی انتھک جدوجہد کی ہے۔ ان کی راہیں بڑی کٹھن ہیں لیکن وہ اسرائیل کے غاصبانہ قبضے کو ختم کرانے کے لیے مسلسل آگے کی جانب بڑھ رہے ہیں بشکلات اور جبر و تشدد ان کا راستہ نہیں روک سکا۔ اقوام عالم بھی اس امر سے آگاہ ہیں کہ انسانی بنیادوں پر ایک منصفانہ حل ہی فلسطین اور عرب علاقہ میں ایک جامع امن قائم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

فلسطینی عوام نے آزادیٔ فلسطین کے منشور میں، جسے وہ جدوجہد آزادی کا منشور کہتے ہیں فلسطین کے یہودیوں کے بارے میں بنیادی رویے کا کھلم کھلا اظہار کر دیا ہے ان یہودیوں کو ہمیشہ کی طرح فلسطینی عوام کا ہی ایک حصہ قرار دیا گیا ہے فلسطینی عوام نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے عقیدے کے مطابق القدس کی زیارت کرنے کے آرزومند ہوں۔ ان کے لیے فلسطینی عوام اپنا فرض نبھائیں گے مقدس مقامات کا تحفظ کریں گے اور "القدس" کی دیکھ بھال اسی انداز میں کریں گے جو ایک مقدس شہر کے شایانِ شان ہوگی۔ فلسطینی عوام نے ہمیشہ موسیٰ بن میموم (عرب یہودی جو القدس گیا) یا بنجمین الطولیطولی (جس نے القدس کی زیارت کی) اور یہودی جیسے منناہم بگین (دہشت گردوں کا سردار، جو پولینڈ سے یہاں آیا) یا میئر کاہان (کینہ پرور، جو نیویارک سے القدس آیا) جیسے لوگوں میں امتیاز ہے۔ صیہونیوں کے ہاتھوں سخت اذیتیں اٹھانے کے باوجود فلسطینی عوام نے ان تمام یہودیوں کے لیے اپنی باہیں کھلی رکھی ہیں جو اب سرزمین پر آباد ہیں وہ ان کے ساتھ امن و سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں فلسطینی عوام نے اپنی اس خواہش کا اظہار بارہا کیا ہے اور اسی خواہش کا اظہار اسی تاریخی تقریر میں بھی کیا گیا ہے جو تنظیم آزادی فلسطین کے چیئرمین یاسر عرفات نے ۱۳ نومبر ۱۹۷۴ء کو اقوام متحدہ میں کی تھی۔ جب اسرائیلی صدر "ناوون" نے ایک بیان میں یہ ڈینگیں ماری تھیں کہ وہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جو گذشتہ ساڑھے تین سو سال سے فلسطین پر آباد ہے تو فلسطینی عوام نے اسے ایک ایسا فلسطینی قرار دیا تھا جو اپنے نصب العین اور تاریخ سے منحرف ہو گیا اور جس نے جارح یہودیوں کے ساتھ مل کر فلسطینی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔

فلسطینی عوام نے اپنی قومی کونسل کی قرار دادوں کے ذریعے اس بات کا اعلان بھی کیا ہے کہ وہ بین الاقوامی قوانین کا احترام کریں گے اور اپنے عالمی قوانین کے تحت اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے لیکن اب عالمی برادری کو اپنا فرض پورا کرنا چاہیے اور ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اسرائیل کے زیر قبضہ عرب علاقوں اور القدس کے بارے میں ان کی پالیسیوں کا عملی اظہار ہے گذشتہ سالوں کے دوران انہی عملی اقدامات کے فقدان کے باعث ہی اسرائیل کو من مانی کاروائیاں کرنے کا پورا موقع ملا ہے۔ عالمی برادری نے اجتماعی حیثیت میں اسرائیل کے خلاف جو قرار دادیں منظور کیں ان پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ جس سے جارح اسرائیل نے اپنی جارحیت جاری رکھی اور اس نے ایسے مسائل پیدا کر دیئے، جو عالمی امن کے لیے ایک سنگین خطرہ بن گئے ہیں۔ اگر اسرائیلی پالیسیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہ پالیسیاں دہشت گردی کے سوا کچھ نہیں اس پالیسی کے تحت وہ صیہونیوں کو فلسطین میں بسانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہ اسرائیلی پالیسی علاقے میں قیام امن کی ضامن نہیں بلکہ جارحیت پر ہے۔ اسی پالیسی کے تحت اسرائیل دنیا کے مختلف ملکوں میں آباد صیہونیوں کو فلسطین بلاکر بسا رہا ہے اور ان صیہونیوں کو اسرائیلی شہریت دی جا رہی ہے ایک طرف تو یہ ہے کہ دوسرے ملکوں کے صیہونیوں کو اس سرزمین فلسطین پر خوش آمدید کہا جا رہا ہے، اور دوسری طرف ان فلسطینیوں کو جو فلسطین کے اصل وارث ہیں فلسطین جن کا اپنا وطن ہے۔ ان کے آباؤ اجداد کا وطن ہے۔ انھیں فلسطین سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ در در کی ٹھوکریں کھانے اور مصائب کا سامنا کرنے کے لیے انھیں مہاجر بنا دیا گیا ہے، وہ فلسطینی جو اب بھی فلسطین میں آباد ہیں۔ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ انتہائی ظالمانہ اور شرمناک سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ بھی اپنے وطنِ عزیز کو چھوڑ کر کہیں اور جا بسیں۔

یہ بات اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسرائیل غلط موقف پر ہٹ دھرمی سے ڈٹا ہوا ہے۔ اس کا نظریہ جارحیت اور توسیع پسندی ہے۔ اس نے نہ صرف فلسطینیوں کے لیے مصائب پیدا کر دیئے ہیں بلکہ اب تو اس کا وجود عالمی دنیا کے لیے بھی خطرے کا سبب بن چکا ہے۔

حال ہی میں اسرائیل کا دورہ کرنے والے نعمان گولڈمین نے لکھا ہے کہ:

"ریاست روا داروں، فوج اور عدلیہ کو چھوڑ کر مکمل طور پر تنزل کا شکار ہے۔ بڑھتے ہوئے جرائم، بدعنوانیوں اور ملک کی ناقص خارجہ پالیسی کے باعث لوگوں کے حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ عالمی سطح پر ملک سب سے الگ تھلگ ہوتا جا رہا ہے۔"

گولڈمین آگے چل کر لکھتا ہے:۔

"اسرائیل ریاست اس نظریہ کے تحت وجود میں لائی گئی تھی کہ وہ یہودیوں کی عظیم تاریخ کا احیاء ثابت ہوگی۔ لیکن میرے نظریے کے مطابق اس ریاست کے قیام سے اس تاریخ کو مسخ

کیا گیا ہے اور یہ اس کی اعلیٰ روایات کا المیہ ہے۔"

آخر کار یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ اسرائیل ایک جامع اور منصفانہ قیام امن کا اہل نہیں ہے، اور جامع و منصفانہ امن صرف القدس اور فلسطین کا مسئلہ حل کر کے ہی قائم ہو سکتا ہے اور ایک مضبوط حل ہی فلسطینیوں کو اپنے قومی حقوق کے حصول کا اہل بنائے گا اور وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ سکیں گے۔ انھیں حق مختاری حاصل ہو گا اور وہ خود اپنی مرضی سے ریاست کو بنائیں گے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اسرائیل تمام مقبوضہ عرب علاقے جن میں مشرقی القدس بھی شامل ہے کو آزاد کر کے اپنی فوجیں واپس بلائے اور مسئلہ فلسطین کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرے۔ عرب ممالک نے پہلے ہی ایک منصفانہ امن کے لیے اپنے عہد کا اعلان کیا ہے وہ بغداد کانفرنس میں اس بات پر رضامند ہو گئے تھے کہ ایسے امن کے اصولوں اور بنیادوں کے لیے بین الاقوامی ضمانات حاصل ہونی چاہئیے۔

ہمیں بھروسہ ہے کہ مذہب کی اعلیٰ روایت پر پختہ یقین کے ساتھ سچائی اور انصاف کی فتح کی توقع رکھتے ہوئے ثابت قدمی سے جو بھی جدوجہد شروع کی جائے وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ وہ دن ضرور آئے گا جب القدس کو آزادی نصیب ہوگی۔ ایک آزاد القدس، ایک آزاد فلسطینی ریاست کا دارالحکومت ہوگا۔ جہاں مسلمان، عیسائی اور یہودی، دوستوں اور بھائیوں کی طرح سے زندگی بسر کریں گے۔ جہاں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمان، عیسائی اور یہودی زیارت کے لیے آسکیں گے تاکہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کر سکیں اور القدس ایک بار پھر درخشاں تہذیبی مرکز کا نشان بن جائے۔

خدا کی وحدانیت، انصاف اور سچ کی فتح پر یقین کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے شروع کی جانے والی جدوجہد جہاد ہے اسی جدوجہد سے خدا سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلامی کانفرنس تنظیم تمام ممبر ملکوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بیت المقدس کی آزادی کے لیے جہاد کریں جو ان کا فرض بن چکا ہے۔

اسلامی کانفرنس مذہبی روایات پر یقین رکھنے والے ہر آزاد شخص سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بیت المقدس کی آزادی کی جدوجہد میں شریک ہو۔ یہ جدوجہد القدس کی آزادی کی ضامن ہے۔ القدس جو ایک آزاد فلسطینی ریاست کا دارالحکومت ہوگا (انشاء اللہ)

بقیہ:۔ بزم ختم نبوت

مرزا طاہر کی پریس کانفرنس

مرزائیوں کے جھگڑے سربراہ مرزا طاہر نے سوئیزرلینڈ کے دورے کے دوران ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ مشن ہاؤس کھولنے کے بارے میں مرزا طاہر سے پوچھا گیا کہ

"اتنے زیادہ مشن ہاؤس کھولنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کے جواب میں مرزا طاہر نے کہا:۔

"سب سے پہلی ضرورت تو یہ ہے کہ آپ نے عیسائی مشن ساری دنیا میں قائم کیے ہوئے ہیں کیا آپ مسلمانوں کے لیے یہ ضرورت نہیں سمجھتے کہ وہ یورپ میں مشن کھولیں۔ یہ سوال مجھے بہت ہی عجیب محسوس ہوتا ہے اگر آپ اپنا (عیسائی) مذہب ساری دنیا میں پھیلانے میں کوشاں ہیں تو ہم (مسلمان) اپنے مذہب کی اشاعت محبت تبادلہ خیال اور مسلسل جدوجہد کے ذریعے کیوں نہ کریں ...... ان مشنز کو بنانے کا مقصد جماعت کو بڑھانا ہے تاکہ دین حق کے پیغام کو مزید پھیلا سکیں۔"

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ صفحہ ۹-۱۰ نومبر ۱۹۸۵)

جب سے قادیانیوں کے اخبار الفضل کی بندش ہوئی ہے قادیانی اس کی جگہ اپنے ماہنامہ رسائل کے ضمیمے باقاعدہ رسالوں کی شکل میں شائع کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان لکھ کر پاکستان کے آئین و قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ ان ضمیمہ جات کی طرف کئی مرتبہ حکومت کو توجہ دلائی گئی لیکن نتیجہ کچھ ظاہر نہ ہوا۔ ماہنامہ خالد کے نومبر کے ضمیمے میں قادیانیوں کے جھگڑے سربراہ مرزا طاہر نے عیسائیوں کے مقابلے خود کو "مسلمان" ظاہر کیا ہے اور گمراہ کن نظریات کو "دین حق" قرار دیا۔ میں حکومت پاکستان خصوصاً حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مرزائی اخبارات کو ضبط کرنے کی بجائے ان کے ڈیکلریشن ضبط کرے۔ مولانا فقیر محمد)

سیکرٹری اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (فیصل آباد)

بقیہ: تبلیغی جماعت کا کارنامہ

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، مغرب کی نماز کے بعد امیر صاحب مجھے ایک کمرہ میں لے گئے، پہلے مجھے کلمہ پڑھایا اور پھر قرآن پاک کی کچھ آیتیں پڑھائیں، پھر کہا اب میرے ساتھ دو رکعت نماز نفل پڑھو، میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ سلام پھیرتے ہی میرے دل کو کامل سکون ہوا اور ہر قسم کے غم و فکر سے بے نیاز ہو گیا۔

بقیہ: یہی قرارداد

اس کو کرۂ ارضی پر دیکھنا نہیں چاہتے یہی اسلام ہے یہی عشق ہے یہی فتویٰ ہے اور یہی قرارداد ہے ۔۔

اونٹ

ایک معلوماتی مضمون۔

ترجمہ: عبدالغفور رجب وید

اگر کسی ایسے شخص کے سامنے اچانک اونٹ لایا جائے جس نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو تو اسے یہ عجیب الخلقت جانور لگے گا۔ تپلی تپلی لمبی ٹانگوں پر بھاری بدن اور اس پر لمبی سی گردن، پھر پیٹھ پر ایک بے ڈول سا کبھ جسے عرفِ عام میں کوہان کہتے ہیں۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ یہ ہے اونٹ کی جسمانی ساخت مگر یہی جانور ریگستانی جہاز کہلاتا ہے۔ کیونکہ ناہموار چٹانوں کے درمیان ریگستانوں میں کئی کئی روز تک چلتا ہے اور تھکتا نہیں ہے

دنیا میں اس کا وجود کب اور کیسے ہوا؟

اس سلسلے میں کسی مورخ نے کچھ نہیں لکھا ہے البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں سال سے اونٹ کا گوشت کھایا جارہا ہے۔ اس کا دودھ پیا جاتا ہے اور اس کی چربی سے تیل اور دوائیں ہوتی ہیں۔

اونٹ ہزاروں سال سے انسان کے استعمال میں ہے لوگ جب اپنے جانوروں کے گلوں کے ساتھ گھاس اور پانی کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کیا کرتے تھے تو اپنا سامانِ سفر اونٹوں پر ہی لادتے تھے اور خود بھی اُن پر سواری کرتے تھے۔

اونٹ ایک وقت میں تقریباً ایک سو اسی کلو گرام وزن اٹھا کر پانچ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے اور ایسے علاقوں میں چلتا ہے جہاں دوسرے جانور مشکل ہی سے سفر کر سکیں اس لئے یہ بہترین ریگستانی سواری تسلیم کیا گیا ہے۔ عربی ادب اور شاعری میں اونٹوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اور داستان سنانے والوں نے اپنی داستانوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے

انسان اور اونٹ کی دوستی کب ہوئی؟

اس ضمن میں ایسی کوئی دستاویز موجود نہیں ہے جس سے ان دونوں کی دوستی کے بارے میں کچھ معلوم کیا جاسکے۔ البتہ ۲۵۰۰ سال قبل مسیح میں لکھی جانے والی ایک مصری نظم میں ایک کوہان والے اونٹ کا ذکر ملتا ہے لیکن اونٹ کے نسب اور اس کے بارے میں پھر بھی دنیا لاعلم ہے۔ مورخین اور فطرت پسندوں کا خیال ہے، اونٹ کا لفظ عربی زبان میں لیا گیا ہے زمانۂ قدیم میں اسے "جمالہ" بھی کہتے تھے اور بعض لوگ اسے "برداشت کرنے اور سامان اٹھانے والا" جانور بھی کہتے تھے۔

بعض کتابوں میں یہ تذکرہ بھی موجود ہے کہ اونٹ کو پانی کے جہاز سے اتار کر ریگستان میں سواری کیلئے استعمال کیا گیا تھا۔ چنانچہ اسے ریگستانی جہاز کہا جانے لگا جنوبی امریکہ کے آثار قدیمہ میں ایسی ہڈیاں بھی ملی ہیں جن کے بارے میں ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تین لاکھ سال پرانی اونٹ کی ہڈیاں ہیں یہ نسل ۷ لاکھ سال قبل موجود تھی اور انسانوں کے استعمال میں تھی۔ اس زمانے میں کئی قسم کے اونٹ پائے جاتے تھے۔ کوتاہ قد سے لے کر تین میٹر تک اونچے۔ عام طور پر اس کی لمبائی کاندھوں تک، ایک اعشاریہ پچاسی میٹر اور اس میں کوہان بھی شامل کر لیا جائے تو دو اعشاریہ پندرہ میٹر ہوتی ہے۔

تقریباً ۱ لاکھ سال قبل یہ نسل بڑھی اور امریکہ میں ایشیا تک آگئی۔ چند یورپ پہنچے اور وہیں مر کھپ گئے۔ کیونکہ یہ برفانی طوفان اور شدید سردی برداشت نہیں کر سکتے۔ بہر حال جنوبی امریکہ میں اس کا استعمال زیادہ

أفلا ينظرون إلى الإبل كيف خلقت

رہا۔ اور یہ ان کی اسی طرح مدد کیا کرتا تھا جس طرح ریگستانوں میں کیا کرتا تھا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پہلے بڑے بڑے جانور صرف منگولیا کے ریگستانوں میں ہی پالے جاتے تھے ان میں اکثریت دو کوہان والے اونٹوں کی ہوتی تھی۔ البتہ کچھ ایک کوہان والے اونٹ بھی تھے یہ نسل بیکٹیرین اونٹوں کے مقابلے میں نازک اور خوب صورت تھی۔ پتلی اور نرم کھال، چھوٹے [illegible] پتلی ٹانگیں اور گھٹنے پر کوئی پیڈ نہیں ہوتا تھا ان کی کھال عموماً زردی مائل ہوتی تھی۔ ان کی نسل کے دو اونٹ آج بھی "خمیس مشیط" چڑیا گھر موجود ہیں یہ ایک جوڑا ہے اور اس نے ۱۹۸۱ء میں ایک بچہ کو بھی جنم دیا تھا۔

اونٹنی کے ہاں عموماً ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے مگر کبھی کبھار دو بھی ہو جاتے ہیں۔ بچہ پیدائش سے صرف چند گھنٹوں بعد ہی دوڑنے لگتا ہے اور پانچ سال کی عمر میں جوان ہو جاتا ہے عام طور پر اونٹ چالیس سے پچاس سال تک زندہ رہتا ہے۔

اونٹ کی اب دو ہی قسمیں ہیں۔ بیکٹرین اور عربی عربی اونٹ کا ایک کوہان ہوتا ہے اور بیکٹرین اونٹ کے دو کوہان۔ ایشیا میں عربی اونٹ ہی لوگوں کے استعمال میں ہے اونٹ بہت آسانی کے ساتھ ریگستانی زندگی برداشت کر لیتا ہے۔ کیونکہ یہ اندرونی اور بیرونی ساخت کے اعتبار سے ریگستان کی تمام مشکلات برداشت کر سکتا ہے یعنی شدید گرمی، پانی کی کمی اور جسمانی مشکلات وغیرہ۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے اس ساخت کے بنے ہوئے ہیں کہ آنکھوں کو ریگستانوں کی تند و تیز ہواؤں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ اپنی ناک کو حسب ضرورت پھیلا اور سکیڑ سکتا ہے اور چونکہ اس کی ناک میں باریک اور ملائم خلیے (رگیں) ہوتے ہیں اس لئے یہ ریت کو سانسوں کے راستے جانے سے روکنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی لمبی گردن اور لمبی ٹانگیں بھی اسے ریگستانوں کی تیز ہواؤں سے محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

یہ مسلسل کئی ہفتوں تک پانی کے بغیر رہ سکتا ہے کیونکہ یہ اپنے جسم میں پانی محفوظ کر لیتا ہے نیز چونکہ اس کی ساری چربی اس کے مشہور زمانہ کوہان میں ہوتی ہے اور یہی چربی اس کے جسم کو اندرونی طور پر ٹھنڈا رکھنے میں مدد دیتی ہے جبکہ اونٹ کی موٹی اور اونی کھال اسے رات کی سردیوں سے محفوظ رکھتی ہے نیز یہ اسے موسموں کے تغیرات بھی برداشت کرنے میں مدد دیتی ہے

اونٹ انسان کے مقابلے میں کئی گنا زائد گرمی برداشت کر سکتا ہے۔ انسان ۳۷ ڈگری سے ۳۹ سینٹی گریڈ تک گرمی برداشت کر سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد گرمی سے بچنے کا سامان پیدا کرتا ہے جبکہ اونٹ کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔

تمام لوگوں کے نزدیک اونٹ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مسلسل کئی ہفتوں تک پانی پیئے بغیر رہ سکتا ہے۔ اس بارے میں اونٹ کے کئی قصے مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ افریقی ملک صومالیہ میں اس نے مسلسل آٹھ روز تک پانی کے بغیر سفر جاری رکھا تھا۔ ایک اور ملک آسٹریلیا میں اونٹوں کو ۸۵۹ کلومیٹر سفر پر روانہ کیا گیا جو انہوں نے پانی کے بغیر ۳۴ دنوں میں مکمل کر لیا اگرچہ اس سفر کے دوران بہت سے اونٹ چل بسے تھے مگر پھر بھی چند زندہ رہے اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک ماہ کا پانی کا ذخیرہ اپنے جسم میں محفوظ کر سکتے ہیں۔

اس کے بارے میں ماہرین کا خیال یہ ہے کہ عام طور پر اونٹ خشک وادیوں میں ایک ہفتہ تک رہ سکتا ہے۔ جہاں تک اس کی غذا کا تعلق ہے اس کے دانت اور منہ اس کے ساخت کے بنے ہوئے ہیں کہ یہ آسانی کے ساتھ ریگستانی پودوں کو کھا سکتا ہے۔

اونٹ پانی کا ذخیرہ اپنے جسم کے کس حصہ میں کرتا ہے۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ کچھ کا خیال ہے کہ یہ اپنے پیٹ کے مخصوص حصہ میں پانی جمع کر لیتا ہے اور کچھ کا کہنا ہے کہ اونٹ اپنے کوہان میں پانی کا ذخیرہ کر لیتا ہے۔ پہلی صدی عیسوی کے ایک رومی فطرت پسند پلینی نے یہ بتایا تھا کہ اونٹ اپنے پیٹ میں پانی کا ذخیرہ کرتا ہے مگر ۱۸۰۶ء میں ایک اسکاٹش سرجن نے اونٹ کے جسم کے اندرونی حصوں کی تصویریں شائع کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کے جسم میں پانی جمع کرنے کا انتظام ہوتا ہے اور اونٹ اسے مسلسل کئی ہفتوں تک استعمال کرتا رہتا ہے۔

پھر ۱۹۵۰ء میں ایک تحقیق ہوئی جس کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آئی کہ اونٹ پانی کا کوئی ذخیرہ نہیں کرتا ہے اور جسے پانی کا ذخیرہ ثابت کیا گیا ہے وہ دراصل معدے میں چبائی "غذا" کا لعاب ہے جو بہت بدبودار رقیق ہے۔

بعد ازاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اونٹ کے کوہان میں پانی کا کوئی ذخیرہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ دراصل توانائی کا سٹور ہے جہاں اونٹ کے جسم کی تمام چربی ایک جگہ جمع ہو جاتی ہے جبکہ دوسرے جانوروں کی چربی ان کے جسم کے مختلف حصوں میں پھیل جاتی ہے۔ پھر یہ کہا گیا ہے کہ اونٹ اپنے کوہان کی چربی پگھلا کر پانی حاصل کر لیتا ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چربی کو پگھلانے کے لئے بھی تو آکسیجن کی ضرورت ہے اور چونکہ ہوا سانسوں کے ذریعہ ضائع ہو جاتی ہے اس لئے چربی پگھلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جسم کو متحرک رکھنے کے لئے جتنی آکسیجن کی ضرورت پڑتی ہے اتنی ہی اونٹ اپنی سانسوں کے ذریعے حاصل کر سکتا ہے۔ کوہان کی چربی پگھلانے کے لئے اضافی آکسیجن نہیں لے سکتا۔

یہ بہرحال تعجب کی بات نہیں ہے کہ اونٹ کے بارے میں یہ قصے کہانیاں آج بھی موجود ہیں اور دیکھا یہ گیا ہے کہ عموماً ایک اونٹ پندرہ سے بیس منٹ میں تقریباً سو لیٹر پانی پی لیتا ہے۔ جس کے بارے میں طبی ماہرین اور جدید فطرت پسندوں کا کہنا ہے کہ پانی براہ راست اونٹ کے جسم کی نسوں کے جال میں چلا جاتا ہے۔ جبکہ پانی آدمی کے خون میں حل ہو جاتا ہے اونٹ اور کسی دوسرے جانور کے خون میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ اونٹ کے خون کے ذرات بیضوی شکل کے ہوتے ہیں اور دوسرے جانوروں کے خون کے ذرات تشتری نما شکل کے ہوتے ہیں۔ باقی صفحہ ۲۶ پر

تحریر :- حافظ محمد ابراہیم بندھانی

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمدؒ شجاع آبادی

تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کا ایک روشن ستارہ

بطل حریت، مجاہد ملت ناموس تحفظ ختم نبوت کے سرکف سپاہی حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ کو ملتان کے قصبے شجاع آباد کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب قاضی محمد امینؒ نہ صرف بذات خود عابد و زاہد اور متقی تھے بلکہ آپ کا پورا خاندان ہی علم و عرفان کا گہوارہ تھا۔ قاضی احسانؒ کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے اکلوتے چشم و چراغ تھے ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں میں ہی حاصل کی۔ یہ ۱۹۲۸ء کی بات ہے جب فرنگی اقتدار کا سورج پورے برصغیر کو اپنی تند و تیز کرنوں کی زد میں لئے ہوئے تھا اور مستقبل کی یہ عظیم شخصیت ابھی اپنے معصوم بچپنے کی بہاروں کی منزلیں طے کر رہی تھی کہ اس دوران فرنگی سامراج کے دشمن جاں کاروان آزادی کے بہادر جرنیل سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جو اپنی آتش بیانی و سحر آفرینی سے غلام قوم کے تن مردہ میں جہاد آزادی کا جذبہ بیدار کرنے کے مشن پر سرگرم عمل ہندوستان کے طوفانی دورے پر تھے اپنی دوڑ میں ملتان بھی تشریف لائے اور ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب فرماتے ہوئے جب آپ نے غیر ملکی حکمرانوں کے انسانیت سوز مظالم اور مسلمانوں کی مظلومیت و معصومیت کی روح فرسا داستاں اپنے مخصوص و دلکش انداز میں بیان فرمائی تو اس سے متاثر ہو کر قاضی محمد امینؒ نے اپنے ۱۸ سالہ خوبرو نوجوان لخت جگر احسان احمدؒ کو حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی گود میں ڈال دیا کہ "شاہ جی، آپ کو دینے کے لئے میرے پاس اس سے بڑھکر اور کوئی شے نہیں"۔ امیر شریعتؒ قاضی احسان احمدؒ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور پھر دنیائے خطابت کے اس بے تاج بادشاہ کے فیضان صحبت اور نظر کی جولانیوں کی کرامات کے بدولت اس نوجوان نے شعلۂ بیاں مقرر کی حیثیت سے نہ صرف عوام میں شہرت و مقبولیت حاصل کی بلکہ برصغیر کے آسمان سیاست پر "مجلس احرار اسلام" کے روشن ستارے کی حیثیت سے بھی اہم مقام حاصل کر لیا۔

قاضی صاحبؒ کو ان کی ذہانت و فراست اور جرأت مندانہ کردار کے باعث جماعت احرار ضلع ملتان کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ مجلس احرار اسلام اس لحاظ سے ہماری ملی تاریخ میں منفرد مقام رکھتی ہے کہ جنگ آزادی میں جتنے بھی بڑے بڑے خطیب ابھرے جنہوں نے آزادی وطن کی خاطر جیل کے تاریک کال کوٹھڑیوں کو عمر بھر اپنا مسکن بنائے رکھا ان سب کا تعلق اسی جماعت سے تھا۔ احرار قائدین جس تحریک کی نیو اٹھاتے اسے اپنی نوائے گرم اور آتش بیانی سے شعلہ جوالہ بنا دیتے تھے۔ قاضی صاحبؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دلآویز شخصیت سے مرعوب ہو کر احرار میں شامل ہوئے تھے اس عظیم مرد قلندر سے ارادت و عقیدت کا یہ تعلق آپ کو بے مثال خطیب بنا دینے کا باعث بن گیا اس ضمن میں قاضی صاحبؒ خود اکثر فرماتے تھے کہ مجھ میں جو خوبیاں ہیں وہ میرے استاد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تربیت کی وجہ سے ہیں اور جو برائیاں ہیں ان کا ذمہ دار میں خود ہوں"۔

۱۹۳۵ء میں جب فرنگی حکومت نے قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کے ذریعے نماز جمعہ پر پابندی عائد کی تو جماعت احرار نے اس سیاہ قانون کی خلاف ورزی کرنے کا اعلان کر دیا امیر شریعتؒ کی گرفتاری کے بعد قاضی صاحبؒ نے بھی خود کو گرفتاری کیلئے پیش کیا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ کو آل انڈیا مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کا ممبر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا تو احرار قائدین نے فرنگی سامراج کی شکست و ریخت کو سہل بنا دینے کی غرض سے فوجی بھرتی کے خلاف اور انگریز حکومت سے عدم تعاون کی تحریک کا آغاز کیا تو قاضی صاحبؒ بھی جماعتی فیصلے کو عمل کا روپ دینے کیلئے مردانہ وار میدان کارزار میں کود پڑے اور آپ نے امرتسر کے فرید چوک میں کھڑے ہو کر عوام کے لاکھوں کے مجمع کو فرنگی فوج میں بھرتی نہ ہونے اور انگریز سرکار کو کسی قسم کا ٹیکس ادا نہ کرنے کی ترغیب دی تو فرنگی حکمرانوں نے باغی قرار دیکر قاضی صاحبؒ کو "پس دیوار زنداں" دھکیل دیا نشہ اقتدار میں بدمست فرنگی حکمرانوں نے دیگر احرار قائدین کی طرح قاضی صاحبؒ کو بھی جدوجہد آزادی سے باز رکھنے کیلئے جیل میں بہیمانہ جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جس میں نتیجے میں جرأت و عزیمت کے اس پیکر کا ایک بار تو فرنگی بربریت کی بھینٹ چڑھ کر تادم مرگ غم والم کی تصویر بنا دیا لیکن پھر بھی آپ کے پائے استقامت میں کبھی لغزش پیدا نہیں ہوئی۔ فرنگی دشمنی میں آپ کے

جوش وخروش اور جذبے کا یہ عالم تھا کہ آپ گھر والوں کی طرف سے بالکل بے نیاز ہو کر شب و روز جماعتی کاموں میں مصروف رہتے اور آپ کے جلسوں کی بہتات کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آپ دو دو ماہ گھر سے غائب رہتے۔ ہمہ وقت بس اسی لگن میں مگن رہتے کہ کسی طرح غیر ملکی حکمرانوں کو برصغیر سے نکال باہر کیا جائے۔ ایک مرتبہ آپ دورے پر تھے کہ گھر سے نومولود اکلوتے فرزند کی علالت کی تشویشناک اطلاع ملی لیکن ذہن پر فرنگی استبدادیت کے خاتمے کا جنون سوار تھا لہٰذا اس خبر کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اسی دوران پھر دوسرا پیغام ملا کہ فرزند انتقال کر چکا ہے تو اسے رضائے الٰہی سمجھ کر اپنے اہل خانہ کو صبر و ہمت کا خط لکھ کر بدستور جماعتی ذمہ داریوں کی تکمیل میں منہمک رہے جس پر آپ کے والد قاضی محمد امینؒ صاحب نے اس غفلت و بے رخی پر طنزیہ مبارکباد کا ٹیلیگرام بھیجا۔

فرنگی دور حکومت میں قاضی صاحبؒ متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں سے گزرے ان گنت مقدمات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن قاضی صاحبؒ کسی جبر و استبداد کے آگے نہ جھکے اور پورے عزم و حوصلے کے ساتھ آزادی وطن دین اسلام کی سربلندی، ناموس تحفظ ختم نبوت اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام کے لیے مفکر احرار چوہدری افضل حقؒ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ جیسے سامراج دشمن اور سرفروش مجاہدین آزادی کے شانہ بشانہ ہو کر پوری قوت گویائی سے اعلائے کلمۃ الحق بلند کرتے رہے یہ قوم کے ان مایہ ناز سپوتوں کی بیش بہا قربانیوں ہی کا ثمر تھا کہ فرنگی حکومت اپنے تمام تر جاہ و جلال کے باوجود بالآخر ۱۹۴۷ء میں برصغیر سے سر پہ پاؤں رکھ کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی۔ قاضی صاحبؒ کو فرنگیوں سے کس قدر شدید نفرت تھی اس کا بخوبی اندازہ اس واقعہ سے ہو جاتا ہے کہ ایک مرتبہ دوران سفر آپ اسٹیشن پر کھڑے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں چند انگریز ایک شکاری کتے کے ہمراہ آپ کے قریب سے گزرے انہوں نے اپنے اس کتے کو "ٹیپو کم آن" کہہ کر پکارا تو آپ کی قومی غیرت و حمیت پھڑک اٹھی بھلا آپ یہ کس طرح گوارا کر سکتے تھے کہ ہماری تاریخ کے ایک عظیم مجاہد کے نام سے کتے کو پکارا جائے آپ نے اسی وقت چند بوٹیاں منگوا کر اس کتے کے آگے پھینکنا شروع کی اور انگریز قوم کے نامور لیڈروں کے نام لیتے رہے ان انگریزوں نے جب آپ کو انتہائی غصے کی حالت میں دیکھا تو وہاں سے خاموشی سے چلے جانے ہی میں اپنی عافیت جانی۔ قیام پاکستان کے بعد قاضی صاحبؒ لاکھوں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے صدقے جنم لینے والی اس نئی اسلامی مملکت کے امن و استحکام کے تحفظ کیلئے کوشاں ہو گئے۔ بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح کی وفات کے بعد جب برصغیر کے کروڑہا مسلمانوں کے خوابوں کے سنگم پاکستان کی سرحدوں پر خطرات منڈلانے لگے اور جس پر لیاقت علی خان مرحوم نے مکہ دکھا کر ہندوستان کو خبردار کیا تو مجلس احرار کی دور اندیش قیادت نے اسے قومی اتحاد کی علامت قرار دے کر بیرونی جارحیت کی صورت میں قوم کو جہاد کیلئے تیار کرنے کی غرض سے ملک گیر پیمانے پر تحریک شروع کر دی اس ضمن میں ۱۹۴۹ء میں دفاع پاکستان کانفرنس بھی منعقد کی گئی جس میں احرار قائدین نے اعلیٰ بصیرت، فہم و فراست اور جذبہ حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطن عزیز کی بگڑتی ہوئی خارجی صورتحال کے پیش نظر داخلی طور پر مکمل اتحاد و یگانگت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کی جماعتی حیثیت ختم کر کے مسلم لیگ سے بھرپور تعاون کا تاریخ ساز اعلان کر دیا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مجاہد اسلام آغا شورش کاشمیریؒ نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ آج تک ہمارا مسلم لیگ سے اختلاف اسی طرح رہا ہے جو دو بھائیوں کے درمیان ہو سکتا ہے اگر تارا سنگھ ہماری آبرو کی طرف بری نظر سے دیکھے گا تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اسے وہی جواب دیں جو حضرت معاویہؓ نے قیصر روم کو دیا تھا کہ "او کتے کے بچے، اگر تم نے علی کرم اللہ وجہہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی۔" اگر وطن عزیز پر کوئی برا وقت آیا تو پھر ہم ثابت کر دیں گے کہ ہم کس طرح اپنی جانوں پر کھیلنا جانتے ہیں۔ مجلس احرار کی بحیثیت سیاسی جماعت کے خاتمے کے بعد امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے رد مرزائیت اور ناموس ختم نبوت کا علم سربلند رکھنے کی خاطر مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جماعت کی بنیاد رکھی جس کا واحد مقصد غیر مسلم گروہوں کی دین دشمن سرگرمیوں اور ملک دشمن سازشوں پر کڑی نگاہ رکھنا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں دیوبندی، بریلوی، اہل تشیع اور اہلحدیث سمیت تمام مکتب فکر نے ہر قسم کے فرقہ وارانہ تعصبات سے بالاتر ہو کر مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرچم تلے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر قیادت متحد ہو کر سرور کائنات فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والے گروہ کے غیر مسلم ہونے کی حیثیت کو قانونی طور پر تسلیم کروانے کیلئے پرامن تحریک کا آغاز کیا تو اسلام کی نام نہاد ٹھیکیدار مسلم لیگی حکومت نے وحشیانہ طریقے سے طاقت کا بھرپور استعمال کر کے ہزاروں پروانوں کو شہید اور بے شمار دیوانوں کو جیلوں میں ڈال کر بربریت و درندگی کا شرمناک مظاہرہ کیا۔ پولیس قاضی صاحبؒ کو گرفتار کرنے رات کے ۲ بجے ان کے گھر پہنچی تو قاضی صاحبؒ نے پولیس افسر کو مخاطب کر کے کہا کہ "میں تو کئی روز سے تمہارا انتظار کر رہا تھا"۔ ۱۹۶۱ء میں جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے رحلت فرمائی تو ان کی جانشینی کے طور پر قاضی صاحبؒ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ صدر منتخب کر لیا گیا۔ تحریک ختم نبوت کی اسیری کے دنوں میں جیل میں آپ کو اپنے والد قاضی محمد امینؒ کی طبیعت کی ناسازی کی اطلاع ملی روز بروز حالت بگڑتی رہی بیہوشی کے دوروں میں بھی شدت پیدا ہوتی گئی جب ہوش میں آتے تو دروازے کی طرف دیکھ کر پوچھتے کہ "میرا چاند احسان ابھی تک نہیں آیا؟" پھر بالآخر اسی حالت میں اپنے لخت جگر کو آخری بار ایک نظر دیکھ لینے کی حسرت پوری کیے بغیر خالق کائنات سے جا ملے عزیز و اقرباء نے اس وقت کے وزیر اعظم سے درخواست کی وہ انسانی

باقی صفحہ ۱۲ پر

برطانیہ سے ایک مکتوب

- قادیانیوں کا خطرناک مغالطہ
- مرزا غلام احمد قادیانی اور وحی الہام کا بہانہ
- مسٹر لوئیس فرح خاں اور مسٹر غلام احمد قادیانی
- مسلم کی تعریف اور قادیانی گروہ۔

قادیانیوں کا ایک خطرناک مغالطہ

قادیانی گروہ نے برطانیہ میں بسنے والے مسلمانوں کی کم علمی اور ناواقفی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آج کل ایک نیا حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس خطرناک مغالطہ کا بہت سے کم علم مسلمان خصوصاً ہماری نئی نسل شکار ہو رہی ہے۔ قادیانیوں کے اس خطرناک حربے اور ہمارے مسلمان بھائیوں کی لاپرواہی سے یہ اندیشہ ہے کہ اگر بروقت اس کی طرف توجہ نہ دی گئی تو شاید کچھ عرصہ بعد کئی مشکلات درپیش ہوں گی اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کی محفل میں اس مغالطہ کا پردہ چاک کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں کو حقیقت سمجھنے میں کچھ مشکل پیش نہ آئے۔

قادیانیوں کا مغالطہ یہ ہے کہ جب مسلمان علماء ان سے یہ کہتے ہیں کہ آپ قادیانیت ترک کر کے مسلمان ہو جائیں تو بتلائیں مسلمانوں کے کس فرقے میں ہم شامل ہوں۔ دیوبندیوں میں یا بریلویوں میں۔ جماعت اسلامی میں یا غیر مقلدوں میں یا شیعوں میں کسی قسم کے مسلمانوں میں شامل ہوں اور پھر یہ بھی بتلائیں کہ یہ ان تمام جماعتوں کا ایک دوسرے پر کفر یہ فتویٰ ہے۔ اور یہ سارے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو اس لحاظ سے ساری دنیا کے مسلمان کافر ہیں تو آپ ہمیں کونسے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں؟ اور اگر ہم دامن اسلام میں پناہ لے لیں تو وہ کونسا دامن ہے! اس طرح کے مراسلے اکثر و بیشتر اخبارات کی زینت بنتے ہیں اور پمفلٹ کے ذریعہ یہ خطرناک مغالطہ دیا جا رہا ہے ابھی پچھلے دنوں حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کو طنز و تشنیع کا نشانہ بناتے ہوئے، قادیانیوں کے ایک سرگرم کارکن مسٹر چوہدری حمید احمد لائل پوری نے "مولوی منظور احمد چنیوٹی صاحب کو مباہلہ کا ایک کھلا چیلنج" نامی رسالہ میں دیا مسٹر حمید، لکھتے ہیں کہ:۔

آپ تو تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے خود ساختہ نمائندہ بن کر امام جماعت احمدیہ کو چیلنج دے رہے ہیں حالانکہ آپ کو بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا کے ۷۰ کروڑ مسلمانوں کی بھاری اکثریت آپ کو پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج جانتی ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کروڑہا کروڑ اہل تشیع کے نزدیک بھی آپ کے ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور کروڑہا کروڑ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بھی آپ کا اسلام مشکوک ہے .... اہل سنت کے چوٹی کے جید علماء پوری تحقیق اور تفقہ کے بعد آپ کے فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کے بارہ میں واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کر چکے ہیں کہ آپ لوگ حد سے بڑھے ہوئے گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (پھر اسکے بعد مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا ایک فتویٰ عرفان شریعت سے اور دوسرا ایک غیر معروف اشتہار سے ایک فتویٰ نقل کرتے ہوئے لکھا کہ)

یہ فتوے آپ کی مذہبی حیثیت کو خوب واضح کر رہے ہیں۔ (رسالہ مذکور ص)

الجواب! قادیانیوں نے اس مغالطہ میں بزعم مذموم بہت بڑا تیر مارا ہوگا مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ عبارت ان کے حق میں مضر ہے مفید نہیں۔ ہم اسکی کچھ تفصیل بیان کئے دیتے ہیں!

یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں کچھ متشدد قسم کے لوگوں نے اس قسم کے فتوے ضرور دیئے ہیں مگر ان فتووں کی نہ صرف یہ کہ غیروں نے مخالفت کی اور غلط فہمی پر مبنی بتایا بلکہ خود ان جماعتوں کے اپنے ہی لوگوں نے ان فتووں کی بھرپور تردید کی۔ اور صاف طور پر لکھا کہ جن لوگوں نے اسطرح کے فتوے صادر کئے ہیں انہوں نے لاعلمی یا ناواقفی میں یہ حرکت کی ہے۔ اور ان فتووں کو پوری جماعت یا مسلمانوں کے تمام فرقوں نے ملکر اتفاق کے ساتھ اسکی ہمنوائی نہیں کی! مثلاً۔

بریلوی مکتبہ فکر کے چند متشدد قسم کے لوگوں نے انفرادی طور پر اگر علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے تو ان فتووں کی حامی نہ غیر مقلدوں نے بھری۔ نہ جماعت اسلامی نے اسکی تائید کی۔ نہ ہی شیعہ حضرات نے اس سے اتفاق کیا۔ اسی طرح اگر غیر مقلدوں پر تکفیر کا فتویٰ چسپاں کیا گیا تو نہ علمائے دیوبند نے اسکی حامی بھری۔ نہ سعودی عرب کے علماء نے اسکی ہمنوائی کی نہ ہی دیگر جماعتوں نے یعنی

مسلمانوں کے سواد اعظم نے اتفاق کے ساتھ کسی بھی ایک مسلک کے ماننے والوں کو کافر از اسلام قرار نہیں دیا۔ حالانکہ ان کے درمیان بہت سے فروعی اختلافات زیر بحث رہے اور ان پر تصنیفات و تالیفات بھی وجود میں آئیں۔ اور جن کتابوں میں اس طرح کے فتوے صادر کئے گئے ہیں ان کی قلعی بھی کھل چکی ہے۔ اور اس وقت یہ موضوع ہماری بحث سے خارج ہے۔ ورنہ تفصیل سے بیان کرتے۔

اسکے بالعکس قادیانی گروہ ہے۔ اور یہ ایک گروہ ایسا ہے جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں نے ان کے کفریہ عقائد کی بناء خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔ اور اس کے لئے جدوجہد کی۔ اور تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں نے یکجہتی کے ساتھ اس کا اعلان کیا۔ قادیانیوں کے بارے میں جو فتویٰ غیر مقلدوں کا ہے وہی دیوبندیوں کا بھی، وہی بریلویوں کا بھی۔ وہی جماعت اسلامی کا بھی اور وہی تمام امت مسلمہ کی دیگر تنظیموں اور جماعت کا یعنی ساری جماعتوں کا متفقہ اور مسلمہ فیصلہ ہے کہ قادیانی گروہ خارج از اسلام ہے اور یہ انہی کے کفریہ عقائد کی بنا پہ ایسا فتویٰ دینے پر مجبور ہوئے۔

پھر اسی پر بس نہیں کہ یہ معاملہ ہند و پاک کے اندر ہی رہ گیا ہو۔ بلکہ دنیا کے ہر اسلامی ممالک بھی اس فتویٰ کے حامی ہیں۔ سعودی عرب کے علماء و مشائخ ہوں یا وزراء و ملوک۔ انڈونیشیا کے علماء و مشائخ ہوں یا مسلمان۔ ملائشیا کی اسلامی جماعتیں ہوں یا حکومت۔ مصر کے عوام ہوں یا خواص۔ عراق و ایران کے فقہاء ہوں یا مجتہدین۔ غرضیکہ عوام ہوں یا خواص۔ محدثین ہوں یا معززین علماء۔ فقہاء۔ صوفیاء سارے کے سارے کھلم کھلا ہو کر اسکے منکر ہو کر میدان میں نکل آئے اور ان کے کفریہ عقائد اور مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کے عقائد ہوں یا اعمال کی دھجیاں فضاء میں بکھیریں۔ افغانستان میں "شاتان ندجلان" دو بکریوں کا ذبح کیا جانا منکرین ختم نبوت پر کھلم کھلا حکم ارتداد جاری کرتا تھا۔ اس سے پتہ چلا کہ قادیانیوں کے معاملہ میں سارے متفق ہیں اور قادیانی گروہ بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

نہ تم طعنے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

باقی رہا صاحب رسالہ کا یہ کہنا کہ دنیا کی ۳۰ کروڑ مسلمانوں کی بھاری اکثریت آپ کو پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب رسالہ مسٹر حمید اس امر سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں کہ دنیا کی ۳۰ کروڑ آبادی نے نہ علماء دیوبند پہ فتویٰ کفر دیا نہ ہی کسی اور جماعت پہ۔ ہاں یہ فتویٰ ضرور دیا گیا اور آج بھی یہ فتویٰ ہے مگر فرق صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں پر نہیں بلکہ قادیانیوں پر۔

لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

پھر صاحب رسالہ مسٹر حمید یا دیگر قادیانیوں کا یہ سوال کہ اب قادیانیت چھوڑ کر کہاں جائیں تو ہمارا جواب صرف یہ ہے کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی عقائد سے بالکلیہ لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہٗ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ختم نبوت اور دیگر تمام ضروریات دین کا اقرار کر لیں۔ ہم نہ آپ کو یہ کہتے ہیں کہ آپ دیوبندی بنیں یا بریلوی۔ جماعت اسلامی بنیں یا غیر مقلد۔ ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ قادیانیت سے تائب ہو جائیں۔ اسلام قبول کر لیں۔ اور بس۔

مرزا قادیانی اور وحی والہام کا بہانہ

روزنامہ جنگ ۹ ستمبر کی اشاعت میں ڈاکٹر ایم نواز صاحب پی۔ ایچ ڈی کا ایک مراسلہ وحی الہام کے عنوان سے شائع ہوا۔ اسی سے قبل ۹ اگست کے شمارے میں ہالینڈ سے مسٹر رب نواز صاحب نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ نواز صاحبان کی لاعلمی کیلئے یا حماقت کہ دونوں نے الہام کے مفہوم اور اسکے متعلق کو سمجھنے میں جو اصول تھے اس سے بے خبر رہے ایک نے تو اسے سائنسی ایجادات کے تحت سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش فرمائی اور ڈاکٹر صاحب نے اسے پہلے بزرگوں کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی خلاصہ ان مراسلات کا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کے بعد امت میں بے شمار اولیاء۔ اتقیاء۔ صلحاء و صوفیا نے الہام کا دعویٰ کیا۔ اور فلاں فلاں اولیاء اللہ نے اپنے الہامات کی روشنی میں فلاں کام سرانجام دیا اور ان کے الہامات فلاں کتاب میں درج بھی ہیں اگر مرزا قادیانی نے بھی اپنے الہامات کی بناء پہ اس طرح کی باتیں کہیں تو ان پہ تکفیر کا فتویٰ کیوں؟ اور اسی کو طنز و تشنیع کا نشانہ کیوں بنایا گیا۔

یہ صحیح ہے کہ امت محمدیہؐ میں بے شمار اولیاء کبار ایسے گزرے ہیں جنہیں الہامات ہوتے رہے لیکن سوال یہ ہے کہ کسی ولی اللہ نے اپنے الہام کو راہ نجات قرار دیا۔ اور اپنے الہام پر کفر و اسلام کی بنیاد رکھی؟ انہوں نے اپنے الہامات کی روشنی میں نبوت اور افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا انھوں نے اپنے الہامات کو ماننے والوں کے سوا باقی دنیا کے سارے مسلمانوں کو کافر قرار دیا؟ کیا کسی بزرگ نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے میرا نام بھی نہ سنا ہو اس کے باوجود میرے الہامات کو نہ مانے وہ بھی کافر؟ کیا کسی ملہم من اللہ نے اپنے الہام کی بناء پر قرآن مجید کی آیت کریمہ کی تحریف کی۔ آیات قرآن کو منسوخ کیا؟ احادیث کریمہ کو باطل کہا؟

بے شک ان بزرگوں کو الہامات ہوئے لیکن ان حضرات نے کبھی اپنے الہام پہ کفر و اسلام کا مدار نہیں رکھا۔ اور نہ اپنے الہامات کے منکروں کو ولد الحرام ذریۃ البغایا۔ کلاب اور جہنمی بتایا۔

مگر مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کا معاملہ اسکے برعکس ہے۔ وہ جہاں ایک طرف الہامات کا مدعی ہے وہیں، اپنے الہامات کے منکروں کو ذریۃ البغایا بھی کہتا ہے ولد الحرام بھی کہتا ہے۔ گالی گلوچ پر بھی اتر آتا ہے اور اپنے الہامات پر کفر و اسلام کا بھی مدار رکھتا ہے۔ اور اسی پر نجات اخروی کو موقوف رکھتا ہے اور صرف یہ نہیں بلکہ اسلام کے متفق علیہ اور اجماعی عقائد پر بھی اپنے الہامات کا آرہ چلاتا اور اسے یکسر لغو اور باطل، قرار دیتا ہے۔ (معاذ اللہ) ہم ایسے الہامات کو یکسر باطل

اور غلط اور شیطانی سمجھتے ہیں جو دین اسلام کے کسی بھی متفق علیہ اور اجماعی عقائد کو مردود قرار دیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کے بارے میں قرآن نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ وان الشٰیطین لیوحون الی اولیاءھم (الاعراف : پ۸)

اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے۔ فرق معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی کی وحی ہو یا الہام تمام شیطانی ہیں اسی لئے وہ قرآن و حدیث اور امت مسلمہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد سے ٹکراتی ہیں۔ اس واضح حقیقت کے بعد مسٹر صاحبان بتلائیں کیا مرزا صاحب اور پہلے اولیاء اللہ کے الہامات میں کوئی مطابقت ہے ۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مسٹر مرزا قادیانی اور مسٹر لوئنس فرح خان

مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے دعویٰ نبوت و مسیحیت کے بعد بہت سے لوگوں نے اس قسم کے دعوے کئے مگر افسوس کہ وہ اپنی موت آپ مر گئے، انہیں کامیابی نصیب نہ ہو سکی اور ہمارا ایمان ہے کہ ان شاء اللہ قیامت تک کسی کو ہو سکے گی۔ بمصداق آیت کریمہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اسی بدبختوں اور بدنصیبوں کی فہرست میں امریکہ میں کالے مسلمانوں کے لیڈر مسٹر لوئنس فرح خان بھی شامل ہو گئے اور اس نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اخبار جنگ لندن ۹ر اکتوبر شمارے کے مطابق !

(کالے مسلمانوں کے لیڈر لوئنس فرح خان جو خود کو مسیحا کہتے ہیں امریکہ کے کالے اور سفید فام باشندوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ انہیں مسیحا تسلیم کر لیں (مرزا قادیانی کا بھی اسی طرح کا اشتہار اور رسالہ شائع ہوا کرتا تھا) ورنہ انہیں خدا کے تنور میں جلانے کیلئے ڈال دیا جائے گا (مرزا قادیانی کا دعویٰ بھی یہی تھا اور اس کے منکروں کے لئے اسی طرح کے الفاظ اس بدبخت کی زبان سے نکلا کرتے تھے) ۲۰ ہزار افراد کے جلسے میں ساڑھے تین گھنٹے تک تقریر کرتے ہوئے فرخ خان نے یہودیوں کو انتباہ کیا کہ انہوں نے اپنی الہامی کتاب کی پیشگوئیوں کے مطابق انہیں مسیحا تسلیم نہ کیا تو انہیں بھی تنور میں ڈالا جائے گا (مرزا قادیانی نے بھی مسلمانوں کو انتباہ کیا تھا کہ انہوں نے اگر ان پر آنے والی وحی انکے لانے والے فرشتے مسٹر ٹیچی ٹیچی اور دیگر الہامات کی روشنی میں اسے مسیحا تسلیم نہ کیا تو ان پر بھی عذاب نازل ہو گا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لوئنس یہودیوں کو انتباہ کر رہا ہے اور مرزا مسلمانوں کو) انہوں نے سیاہ فام باشندوں سے کہا کہ اگر تم نے سفید باشندوں سے تعاون کیا تو تمہارا حشر بہت برا ہو گا۔ (مرزا قادیانی کی وصیت بھی اور اس کے جانشینوں کی بھی اپنی جماعت کو یہی وصیت تھی کہ تم نے ان کے ساتھ نہ ملنا ہے نہ کوئی لین دین اس لئے کہ تمہارے اور ان کے اختلافات بہت وسیع ہیں اگر تم نے ایسا کیا تو اس کا انجام بہت سخت ہو گا) انہوں نے کہا کہ کالو! میں تمہاری آخری امید ہوں دیکھو کہ یہ سفید فام جنوبی افریقہ میں کالوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اس سے امریکہ کا جو کالا لیڈر کالوں کے مفاد کو فروخت کرے گا اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا (مرزا قادیانی بھی یہی کرتا تھا کہ دیکھو میں تمہارا سہارا ہوں۔ خدا کا پیارا ہوں، انگریزوں کا دلارا ہوں۔ اسی کا خود کاشتہ ہوں۔ اور جو انگریزوں کے ساتھ جہاد کرے گا اسے ذلت ہو گی۔ اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ وہ دین کا باغی شمار ہو گا وغیرہ) انہوں نے کہا کہ نیویارک کے یہودی اور ان کے عرفی (مذہبی رہنما) شیطان ہیں اور اگر انہوں نے میرے ساتھ اقدام کئے تو ان کو جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا (مرزا قادیانی بھی یہی کہا کرتا تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی رہنما۔ علماء ہوں یا فقہاء صوفیاء ہوں یا حکماء سب کے شیطان ہیں اس سلسلے میں صرف ایک حوالہ دیکھ لیجئے مرزا لکھتا ہے و آخرھم الشیطان الاعمی الخ انجام آتھم ص ۲۵۲ اور اگر ان علماء نے میری مخالفت کی تو یہ خدا کا عذاب دیکھیں گے فلاں فلاں دن مریں گے اور جہنم میں جائیں گے (معاذ اللہ)

فرح خان نے دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے۔ (مرزا قادیانی کا بھی دعویٰ تھا کہ وہ خدا کا پیغمبر اور رسول ہے اور قادیان میں سچے خدا نے سچے رسول کو اتارا نہیں بلکہ وہ اکمل اور سب سے بڑا (استغفر اللہ) اس نے کہا کہ وہ امریکہ میں کالوں کا ایک آزاد ملک قائم کرے گا اور خدا نے اسے اس کا اختیار دے دیا ہے (مرزا قادیانی اور دیگر قادیانی زعما کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ ہمارا اپنا ایک ملک ہو گا نہیں تو کم از کم قادیان پر ہی ہماری حکومت ہو جائے گی اور ہم اپنے مردے بہشتی مقبرہ میں دفن کریں گے اور مرزا غلام احمد کا دعویٰ یہی تھا کہ خدا نے اسے اختیار دے دیا چنانچہ مرزا نے تریاق القلوب کے ص ۳۳ پر لکھا کہ قضا و قدر کے فیصلے میں نے لکھے خدا نے دستخط کر دیئے) فرح خان نے کہا کہ خدا نے مجھے اسی طرح زندہ کیا جس طرح حضرت عیسیٰ نے لازارس کو زندہ کیا تھا۔ (مرزا قادیانی کا دعویٰ ذرا سا مختلف ہے یہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے مریم بنایا پھر حاملہ بنایا۔ پھر مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا پھر میں ابن مریم بن گیا دیکھئے کشتی نوح ص ۴۷) انہوں نے کہا کہ وہ امریکہ ایشیا۔ افریقہ اور ویسٹ انڈیز کا دورہ کر کے اپنی تبلیغ کریں گے (مرزا قادیانی نے بھی کہا تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں کتابیں مخالفت جہاد میں لکھ کر میں نے تبلیغ کا فریضہ انجام دیا تھا اور قادیانیت کی تبلیغ کی تھی اور آج بھی قادیانی زعماء اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم یورپ میں ارتدادی مراکز کر کے اپنی تبلیغ کریں گے۔ اور اس کے لئے کوشش بھی جاری ہیں)

قارئین کرام نے مسٹر لوئنس فرخ خان کا دعویٰ اور مسٹر قادیانی کا دعویٰ کو مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں دیکھ لیا۔ فرق صرف اتنا سا ہی ہے کہ مسٹر خان یہودیوں کی طرف گرج برس رہے ہیں اور مسٹر مرزا مسلمانوں پر۔ ہم قادیانی گروہ سے گذارش کریں گے کہ مسٹر لوئنس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیونکہ مسٹر مرزا اور مسٹر لوئنس میں بہت سی چیزوں میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ بینوا توجروا۔

بزم ختم نبوت

ربوہ سے ایک مظلوم قادیانی کا خط

مرزا طاہر احمد صاحب جب پاکستان سے گئے تو انہوں نے وہاں پہنچتے ہی کچھ زمین حاصل کر کے جماعت کا مرکز اور کچھ مکانات تعمیر کرا کے اسے ایک بستی کی شکل دی جس کا نام پاکستان کے دارالحکومت "اسلام آباد" کے نام پر "اسلام آباد" رکھا۔ انہوں نے یہ حرکت پاکستان کے عوام اور حکومت کو چڑانے کے لیے کی ہے۔ ورنہ وہ جیسا اسلام چاہتے ہیں، وہ ہم ربوہ والے بخوبی جانتے ہیں۔ یہاں کے عوام معاشی اور ازدواجی بندھنوں میں بری طرح جکڑے ہوتے ہیں۔ دوسری پابندیاں اسکے علاوہ ہیں۔ اس لیے وہ مافی الضمیر کے اظہار سے بھی معذور ہیں۔

میں پچھلے دنوں کسی کام سے سرگودھا گیا وہاں میں نے آپ کا ہفت روزہ ختم نبوت ایک دکان پر دیکھا سرسری نظر ڈالی بہت خوشی ہوئی کہ یہ ہفت روزہ نہ صرف ربوہ کے مظلوم عوام کے حق میں آواز بلند کر رہا ہے بلکہ ان کے گمراہ کن نظریات کے بخیے ادھیڑ رہا ہے ؎

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ربوہ میں رہ کر یہ محسوس کیا ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور" یہ لوگوں کو انتہائی عیاری اور مکاری سے اپنے قریب کرتے ہیں اور پھر جو ان پر گذرتی ہے وہ انہی کو معلوم ہے۔ بہرحال اب حالات جس رخ پر جا رہے ہیں۔ اور ربوہ کے دار الخلافت میں جو چیخیں اور سسکیاں سنائی دے رہی ہیں اور وہاں جس طرح جھگڑے بھی ہوتے ہیں۔ ان سے ربوہ کے عوام یہ محسوس کر رہے ہیں کہ غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے والی ہیں، آزادی کا سورج طلوع ہونے والا ہے، ظلم و ستم کے اندھیرے چھٹنے والے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں بیداری رہی تو ایسا ضرور اور ضرور ہو کر رہے گا۔

میں نے ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع شدہ سندھ میں ہونے والی ایک کانفرنس کی روداد پڑھی اس میں ایک قرارداد کے ذریعے ربوہ کی لیز کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا۔ یہ مسئلہ ہم ربوہ کے باسیوں کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر یہ حل ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ربوہ میں زبردست دھماکہ ہوگا اور اہل ربوہ ہی ان مغل زادوں کا جنہوں نے نبوت اور خلافت کے نام پر اپنی دکان چمکائی ہے گریبان پکڑ رہے ہوں گے اور انہیں کم از کم ربوہ میں کوئی چھڑانے والا نہیں ہوگا۔

ایک قادیانی از ربوہ (حال از سرگودھا)

میں رسالہ سے بہت متاثر ہوا

میں نے آپ کا شائع کردہ ہفت روزہ رسالہ "ختم نبوت" ایک ساتھی کے پاس دیکھا میں نے اجمالی طور پر دیکھا جس میں قادیانیوں کے بارے میں معلوماتی باتیں تھیں۔ سوالات کے جوابات بھی تھے۔ میں اس رسالہ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور دل میں ایک جوش پیدا ہوا کہ اس باطل فرقے کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے لیے زہر قاتل ہے خود بھی مرتد اور دوسروں کو بھی مرتد بناتا ہے۔ برائے کرم بندہ کے نام پرچہ جاری کر دیں۔

(ہدایت الرحمٰن صابر۔ آسوٹہ شریف مردان)

مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل

قرآن پاک میں ہے:

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ یعنی اسلام کے تمام احکام پر پوری طرح عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن کی روشنی میں ایمان اسلام اور مسلمان کا دعویٰ کرنے والوں پر مندرجہ ذیل احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جھوٹ نہ بولنا، کم نہ تولنا، غذا میں ہو یا دوا میں غرضیکہ کسی چیز میں ملاوٹ نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، حدیث شریف میں دھوکہ دینے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں شمار نہیں کیا، زنا نہ کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، وعدہ خلافی نہ کرنا پڑوسیوں کو نہ ستانا کافر ہو یا مسلمان، کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا، چرند پرند وحیوانات اور ہر مخلوق سے اچھا برتاؤ کرنا۔ سڑکوں اور گلیوں اور راستوں پر چلنے والوں جس سے تکلیف ہو ایسی چیز نہ پھینکنا اور خرید و فروخت میں چیزوں کے عیب نہ چھپانا وغیرہ وغیرہ اور حلال روزی کمانا، باجماعت نماز ادا کرنا اور گھر والوں کو نماز پڑھنے کی تاکید کرنا۔ دیگر رمضان شریف میں روزے رکھنا اور رمضان شریف کے روزے کا اہتمام کرنا، حج کرنا اور زکوٰۃ دینا وغیرہ برائیوں سے اجتناب کرنا اور نیک کام کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کل روئے زمین کے مسلمانوں کو صراط مستقیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین

(حافظ شفیق اللہ جاگلامی، ٹنڈو محمد خان)

وفاق المدارس کے سابق فضلا متوجہ ہوں

وفاق المدارس نے اپنے جملہ سابق فضلا کو درجہ الثانویہ العام درجہ الثانویہ الخاصہ اور درجہ عالیہ کی اسناد جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے طریق کار یہ ہے۔

اپنا اور مدرسہ کا مکمل پتہ، تاریخ پیدائش، سال امتحان اور فیس سندات یک صد پچاس روپے کے ساتھ ساتھ الثانویۃ العامہ، الثانویۃ الخاصہ اور عالیہ کے نصاب میں شامل کتب کا تفصیلی تبصرہ مع فیصلہ ختم مصدقہ مہتمم جامعہ مدرسہ مہیا کرنا ہوگا۔

نیز درجہ عالیہ (دورۃ حدیث) کا سال امتحان رقم الجلوس، نام جامعہ اور موجودہ مکمل پتہ مہیا کرنا لازمی ہے۔

ان درجات سے متعلق تعلیمی کوائف مہیا کرنے کے لیے مطبوعہ فارم دفتر وفاق ملتان سے طلب فرمائیں

ناظم امتحانات

محمد انور شاہ

باقی صفحہ ۱۳ پر

اخبارِ ختم نبوت

مرزا محمود قادیانی کا غلط ترجمہ غیر قانونی چھاپنے والوں کے خلاف کاروائی کی جائے

فیصل آباد (نمائندہ ختم نبوت) مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا قرآن پاک کا ممنوعہ ترجمہ تفسیر کبیر دوبارہ چھاپنے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے اور امتناعی قادیانیت آرڈیننس ۲۰ ـ ۱۹۸۴ء کے تحت قصور وار قادیانیوں کو سزائیں دی جائیں انہوں نے کہا کہ گذشتہ دنوں پنجاب اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں وزیر اوقاف ملک خدا بخش ٹوانہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ مرزا بشیر الدین محمود کا ممنوع ترجمہ خفیہ طور پر دوبارہ چھاپنے والوں کو حکومت سزا دے گی۔ انہوں نے کہا کہ تفسیر کبیر کی کل گیارہ جلدیں ہیں جن میں سے پانچ جلدیں چھپی ہیں۔ اور پانچویں جلد سورۃ مریم، سورہ طٰہٰ اور سورۃ الانبیاء پر مشتمل ہے۔ جو ۷۷۵ صفحات اور کلیہ مضامین کے علیحدہ ۹۱ صفحے ہیں جن کی قیمت ۱۲۰ روپے ہے۔ اور قادیانی ملازمین کو اقساط پر ۵۵ روپے میں دی جارہی ہیں۔ جس پر نظارت اشاعت ربوہ اور پرنٹر پبلشر عبدالحئی ایم اے ضیاء اسلام پریس ربوہ پاکستان درج ہے مقام افسوس ہے کہ اس سے پیشتر اس ممنوع تفسیر کی چار جلدیں چھپ چکی ہیں۔ مگر تاحال قصور وار افراد کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا اور نہ ہی چھاپے مار کر غیر قانونی لٹریچر برآمد کیا گیا ہے جب کہ یہ جلدیں لاہور سے چھپوا کر مرزائیوں کو قیمتاً دی جارہی ہیں انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی کو بتایا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں قادیانیوں کے خلاف ۲۰ مقدمات زیر سماعت ہیں مگر ابھی تک کسی قادیانی کو آرڈیننس کے تحت سزا نہیں ہوا۔ مولوی فقیر محمد نے مطالبہ کیا کہ مقدمات کی سماعت جلد از جلد مکمل کر کے قادیانیوں کو قانون کے مطابق سزا دی جائے تا کہ آرڈیننس کے نفاذ کا مقصد پورا ہو سکے اور ساہیوال کیس کے گیارہ قادیانی قاتلوں کے مقدمہ کا جلد از جلد فیصلہ سنایا جائے انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ الفضل بند کرنے کے بعد قادیانی ربوہ کے ماہناموں کے ضمیمے شائع کر رہے ہیں ان کے بھی ڈیکلریشن منسوخ اور پریس ضبط کیے جائیں۔

قادیانیوں کو جلسہ سیرت کرنے کی ممانعت

ربوہ (نمائندہ ختم نبوت) قادیانی مرتد، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی مرتبے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھا ہوا ہے اور یہ کہ حضور چودھویں رات کے چاند اور مرزا قادیانی چودھویں رات کا چاند ہے۔ اس بنا پر انہیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلسہ کرنے کا کوئی حق نہیں وہ ایسے جلسے محض عوام کو گمراہ کرنے اور یہ تأثر دینے کیلئے کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی پیروکار ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے انہوں نے ربوہ میں عید میلاد النبیؐ منانے اور سیرت کے جلسے کرنے کا اعلان کیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنماؤں نے انتظامیہ کو مطلع کیا کہ قادیانی سیرت کے نام سے اپنے جلسے کر رہے ہیں انہیں اجازت نہ دی جائے انتظامیہ نے فوری طور پر انہیں جلسے کرنے سے روک دیا ہے۔ قادیانی اس حکم پر بہت جز بز ہیں۔

ایک قادیانی کا قبولِ اسلام

کروڑ لعل عیسن (نمائندہ ختم نبوت) جامع مسجد محمدیہ مجلس تحفظ ختم نبوت ریلوے اسٹیشن روڈ ربوہ کے ناظم و انچارج قاری شبیر احمد عثمانی کے ہاتھ پر ایک قادیانی طارق احمد ولد محمد اسماعیل قوم بٹ سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ نے مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے نومسلم نے اقرار کیا کہ حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین سمجھتا ہے نومسلم نے کہا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا دجال اور کذاب سمجھتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر مرتد سمجھتا ہوں اس پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سمیت تمام کارکنوں نے نومسلم طارق احمد کو مبارکباد دی مبارکباد دینے والوں میں مولانا خدا بخش، قاری عبدالواحد، قاری محمد اسحاق، شیخ منظور احمد، چوہدری محمد رمضان اور شبیر محمد کے نام شامل ہیں دریں اثنا گذشتہ ہفتہ ایک قادیانی محمد سلیم نے بھی قاری شبیر احمد عثمانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا نومسلم کو دین اسلام سے متعلق کتابوں کا سیٹ بھی پیش کیا۔

سندھ میں قادیانیوں کو لگام دی جائے

ٹنڈو آدم (نمائندہ ختم نبوت) قادیانیوں کی مسلسل بڑھتی ہوئی جارحیت کی وجہ سے غیور مسلمانوں کو مجبوراً میدان میں آنا پڑے گا۔ مولانا عبدالرزاق میکھو غالب کھیر ضلع حیدرآباد میں مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ آٹھ سالوں سے قادیانیوں کی جارحیت مسلسل بڑھتی جارہی ہے۔ اس کا اندازہ مولانا اسلم قریشی کی شہادت، مولانا حبیب اللہ جنید شکارپوری کا وحشیانہ قتل مسجد منزل گاہ سکھر میں بم کا دھماکہ سے دو مسلمانوں کی شہادت اور متعدد مسلمانوں کے زخمی ہونے والے واقع لگا سکتے ہیں۔ مولانا موصوف نے کہا کہ قادیانی غنڈوں کو فوراً لگام دی جائے جتنے بھی قادیانی جس کسی بھی جرم میں ملوث ہیں انہیں بلاتاخیر عبرتناک سزا دے کر مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

قادیانی وکیل کو پیروی سے روکدیا گیا

لاہور (ختم نبوت رپورٹ) وفاقی شرعی عدالت نے قادیانی غلام مجتبیٰ ایڈووکیٹ کو وفاقی شرعی عدالت میں پیروی کی اجازت نہیں دی۔ قادیانی ایڈووکیٹ محمد اشرف نامی موکل کے ایک فوجداری مقدمہ کے سلسلہ میں پیروی کر رہے تھے کہ عدالت کے سامنے ایک قانونی نکتہ اٹھایا گیا کہ کوئی غیر مسلم وکیل وفاقی شرعی عدالت میں حدود مقدمہ کی پیروی نہیں کر سکتا جس پر وفاقی شرعی عدالت نے موکل محمد اشرف کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی پیروی کے لئے کوئی دوسرا (مسلمان) وکیل نامزد کرے۔

پیر نے چوروں کے ہاتھ کٹوا دیئے

رحیم یار خان سندھ کے ایک پیر نے چوری کے الزام میں دو چوروں کے ہاتھ کٹوا دیئے۔ تفصیلات کے مطابق تین افراد پیر صاحب بھر چونڈی شریف ڈھرکی ایک قریبی عزیز کے مکان میں داخل ہو گئے اور تین سوٹ کیس جن میں قیمتی اشیا تھیں چھین کر فرار ہو گئے۔ لوگوں نے تعاقب کر کے دو چوروں کو پکڑ لیا اور تیسرا چور فرار ہو گیا دونوں چوروں کو پیر بھرچونڈی شریف کے سامنے پیش کیا گیا پیر صاحب نے شریعت کے مطابق چوروں پر مقدمہ چلا کر ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم سنا دیا ہے اس مقصد کے لئے ایک ڈاکٹر کی خدمات حاصل کی گئیں لیکن ڈاکٹر نے انکار کر دیا جس پر پیر صاحب کے مریدوں نے خود ہی ملزموں کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

ابوظہبی ٹیلیویژن سے ختم نبوت

کانفرنس ربوہ کی قراردادیں نشر کی گئیں

ابوظہبی (نمائندہ ختم نبوت) ابوظہبی سے ہمارے نمائندہ خصوصی قاری وصیف الرحمٰن کی اطلاع کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی مختصر کارروائی اور کانفرنس میں منظور ہونے والی قراردادیں ابوظہبی ٹیلیویژن سے نشر کی گئیں

قادیانیت کا وجود جھوٹ اور

بے بنیاد دعوؤں پر مبنی ہے

گوجرانوالہ (نمائندہ ختم نبوت) مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات نے اسلام اور عیسائیت کو یکساں نقصانات پہنچایا ہے کیونکہ قادیانی مذہب کا وجود جھوٹ اور بے بنیاد دعوؤں پر مبنی ہے عیسائی راہنما اس بے بنیاد مذہب کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کریں اور ان کے نام نہاد مشن کے خلاف برسر پیکار ہو جائیں حضرت عیسیٰؑ کی کشمیر میں قبر کا پروپیگنڈہ افسوسناک اور قابل مذمت ہے پوری مسیحی قوم قادیانیوں کے باطل عقائد اور نظریات کے خلاف موثر پروگرام بنائے گی۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں کی تعلیمات، کتب اور عقائد پر مکمل پابندی عائد کرے ان خیالات کا اظہار مقررین نے آل پاکستان مسیحی تبلیغی کونشن منعقدہ حافظ آباد میں کیا جو تین روز تک جاری رہا جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے مسیحی راہنماؤں نے خطاب کیا پاکستان تبلیغی مسیحی انجمن کے صدر پادری اے آر ناصر نے کہا کہ افسوسناک بات ہے کہ مسیحی فرقے بدعت کو رواج دے رہے ہیں اور بعض مسیحی راہنما جدید مذہب کے نام پر باطل عقائد کو مسیحیت کا جزو بنانا چاہتے ہیں انہوں نے عیسائیت کے نام پر شراب کے پرمٹ جاری کئے جانے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ شراب اسلام کی طرح عیسائیت میں بھی حرام ہے اس لئے اس پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور شراب نوش عیسائیوں کو بھی مسلمانوں کی طرح سزائیں دی جائیں پادری الیاس طارق آف کراچی نے کہا کہ جدید مذہب کے نام پر مسیحیت کو کھلونا نہیں بنایا جا سکتا۔ اس موقع پر ایلڈر عامر بھٹی چیف ایڈیٹر العاصم کراچی، جارج پی شریف پادری شریف، اور محمود رضوی نے بھی خطاب کیا۔ بعد ازاں آل پاکستان مسیحی تبلیغی انجمن کا انتخاب بھی ہوا جس میں پادری اے آر ناصر کو دوبارہ صدر چن لیا گیا۔

مرزا طاہر کو ملک سے بھگانیوالے

قادیانی افسران کا انکشاف

کراچی ایرپورٹ قادیانیوں کے نرغہ میں ہے ایک خصوصی رپورٹ کراچی (ختم نبوت رپورٹ) جن قادیانیوں نے قادیانی ٹولے کے سربراہ مرزا طاہر کو بیرون ملک فرار ہونے میں مدد دی ان میں چند قادیانی پی آئی اے کی سیکورٹی فورس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت نے کئی مرتبہ پی آئی اے ایرپورٹ پر متعدد قادیانی افسروں کی نشاندہی کی ہے لیکن حکومت ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی مبینہ طور پر ٹرمینل نمبر ا پر آگ لگنا اور ٹرمینل نمبر کی چھت کا گرنا قادیانی افسروں اور ایجنٹوں کی ہی شرارت بتائی جاتی ہے۔ سیکورٹی فورس کے جن قادیانی افسروں نے مرزا طاہر کو ملک سے بھگایا مبینہ طور پر ان میں سیکورٹی آفیسر راجہ شاہد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ایرپورٹ سیکورٹی فورس) یہ آجکل پشاور ایرپورٹ پر تعینات ہے اس کا باپ ناصر احمد ۲۹۲/۲۶ کینٹ بازار شارع فیصل روڈ (ڈرگ روڈ) کا رہنے والا اور کینٹ بازار قادیانی جماعت کا صدر ہے، سیکورٹی آفیسر خادم حسین فاروقی کراچی ایرپورٹ پر متعین ہے تنویر احمد سیکورٹی آفیسر کراچی پورٹ پر متعین ہے۔ انسپکٹر شفقت کمال کراچی ایرپورٹ پر متعین ہے سب انسپکٹر شوکت جمال کراچی ایرپورٹ پر متعین ہے ان مذکورہ بالا قادیانی افسران کے ایرپورٹ سیکورٹی فورس میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر بننے کے چانسز ہیں۔

پشاور میں تمام بکسٹالوں پر ہفت روزہ

ختم نبوت دستیاب ہے

ہفت روزہ ختم نبوت کے پشاور میں رحمٰن نیوز ایجنسی محلہ جنگی قصہ خوانی کے نام پہنچ رہا ہے۔ اور پشاور شہر میں تمام بکسٹالوں پر پرچہ دستیاب ہے

(ادارہ)

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ سے مسلمانوں کا واک آوٹ

کیپ ٹاؤن (نمائندہ ختم نبوت) کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں لاہوری مرزائیوں نے مسلمانوں کے خلاف دو سال سے ایک کیس دائر کیا ہوا ہے اس کیس کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعر اور رابطہ عالم اسلامی کے نمائندے افریقہ جا چکے ہیں۔ اس کیس کی سماعت پھر شروع ہو چکی ہے وہاں کی سپریم کورٹ کے جج عیسائی اور یہودی ہیں وہاں کے مسلمانوں نے عالم اسلام کے علماء دین خصوصاً پاکستان اور بھارت کے مسلمہ دینی مراکز سے رجوع کیا اور ایک استفتا تیار کر کے علماء کرام کو بھیجا استفسار میں سوال کیا گیا تھا کہ جنوبی افریقہ ایک عیسائی ملک ہے وہاں کی عدالت میں اسلامی قانون کا کوئی لحاظ نہیں ایسی خالص غیر اسلامی عدالت میں ایک مرزائی نے یہ دعویٰ دائر کیا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور دوسرے مسلمان اسے کافر و مرتد کہتے ہیں اپنی مساجد میں انہیں (مرزائیوں) عبادت نہیں کرنے دیتے اور اپنے قبرستان میں مدفون ہونے کا حق نہیں دیتے۔ مرزائی نے وہاں کی غیر اسلامی عدالت سے استدعا کی کہ یہ غیر مسلم عدالت اس مرزائی کے مسلمان و بھارت کے دینی مراکز اور علماء کرام کے فتاویٰ جات داخل کرنے کے بعد ان فتووں کی روشنی میں اجتماعی طور پر عدالت سے واک آؤٹ کر گئے عدالت میں اب

ہونے کا قطعی فیصلہ دے دے، اسے اسلامی حقوق دلوائے تاکہ وہ مسلمانوں کی مساجد میں عبادت اور ان کے قبرستان میں مدفون ہو سکے۔ اس استفتا پر تمام عالم اسلام خصوصاً پاکستان اور بھارت کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ غیر مسلم خواہ یہودی ہو یا عیسائی مسلمانوں کے نجی معاملات یا اسلام کے بنیادی امور میں فیصلہ نہیں دے سکتے اور نہ ان کے فیصلوں کا اعتبار ہے اہل اسلام غیر مسلم ججوں کے سامنے پیش ہونے والے معاملات میں حاضر ہونے کے نہ صرف مکلف نہیں بلکہ مجاز بھی نہیں ہیں اور اگر بالفرض غیر مسلم ججوں نے مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں غیر شرعی فیصلے دے بھی دیئے تو مسلمانوں کیلئے ان پر عمل کرنا نہ صرف ضروری نہیں بلکہ ان پر عمل کرنا بھی جائز نہیں مرزائی کے غیر مسلم عدالت میں دائر کردہ اس کیس کی سماعت کے روز جنوبی افریقہ کے مسلمان اور وہاں کے علماء عدالت میں پیش ہوئے اور عدالت میں عالم اسلام اور پاکستان صرف مرزائی یک طرفہ دلائل پیش کر رہے ہیں کوئی مسلمان یا ان کا کوئی وکیل عدالت میں پیش نہیں ہو رہا۔

آزاد کشمیر کے علماء کی

صدر آزاد کشمیر سے ملاقات

کراچی میں مقیم کشمیری علماء اور معززین کے ایک وفد نے ممتاز عالم دین مولانا محمد طیب کشمیری کی قیادت میں صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم سے ملاقات کی۔ اس وفد میں مولانا عبدالقادر، مولانا ممتاز احمد خان، مولانا محمد اسحٰق خان، راجہ عبدالرشید اور ملک شبیر احمد کاشمیری شریک تھے

مولانا طیب کشمیری نے صدر آزاد کشمیر کی توجہ آزاد کشمیر میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں بلا تاخیر قاضیوں کے تقرر محکمہ افتاء کی بحالی اور اس میں مستند اور جید علماء کی تقرری قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لئے مرتد کی شرعی سزا نافذ کرنے اور مطالعہ کشمیر کے نام سے ایک کتاب کی اشاعت کی جانب مبذول کرائی اس ملاقات میں آزاد کشمیر اسمبلی میں علماء کی نامزدگی کی تجویز زیر غور آئی۔

فاروقی ٹرسٹ سے تعاون کا طریقہ کار

فاروقی ٹرسٹ نے اپنے مختصر عرصہ قیام میں اکابر علماء حق کے مضامین و مقالات تبلیغ اشاعت دین حق کی غرض سے مختلف رسائل و پمفلٹس آپ کی خدمت میں پیش کئے اس خدمت پر اراکین و منتظمین فاروقی ٹرسٹ بارگاہ رب العالمین میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے مخلص کرم فرماؤں کے اصرار پر ٹرسٹ کے تبلیغ و اشاعت دین کے کام میں شرکت و معاونت میں دلچسپی اور پر خلوص جذبات پر تہہ دل سے مشکور و ممنون ہیں۔ ٹرسٹ کے اشاعتی کام میں امداد و معاونت کا طریق کار یہ ہے کہ آپ اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق ماہانہ و سالانہ چندہ بذریعہ بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر اپنی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے ارسال فرمائیں بنک ڈرافٹ اس نام پر بنوائیں:۔ فاروقی ٹرسٹ اکاؤنٹ نمبر ۱۸۹ مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ گاڑی کھاتہ برانچ ایم اے جناح روڈ کراچی ۱ پاکستان یا براہ راست بنک میں جمع کرائیں اور ہمیں مطلع کر دیں تاکہ آپ کو پختہ رسید روانہ کی جائے یا پھر فاروقی ٹرسٹ کی مطبوعات پر درج پتہ پر منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اس کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہزار یا سینکڑہ کی تعداد میں لاگتی قیمت پر مطبوعات طلب فرما کر اپنے حلقۂ احباب، کالجز و یونیورسٹیز کے اساتذہ و طلباء میں تقسیم فرمائیں۔

اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں (آمین)

خیر اندیش:۔ محمد الیاس احمد شوقی صدر فاروقی ٹرسٹ

کراچی ۱ فون ۷۲۲۴۰۹

بقیہ:۔ اونٹ

حقیقت خواہ کچھ بھی ہو مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ اونٹ ہی ایسا جانور ہے جو ریگستان میں ٹنوں وزن اٹھا کر مسلسل کئی ہفتوں تک سفر جاری رکھ سکتا ہے اور یہ سامان ڈھونڈنے کے علاوہ انسان کی دلچسپی کے کھیلوں میں برابر کا شریک ہے۔ اس سلسلہ میں عرب میں اونٹوں کی ریس بہت مشہور ہے۔

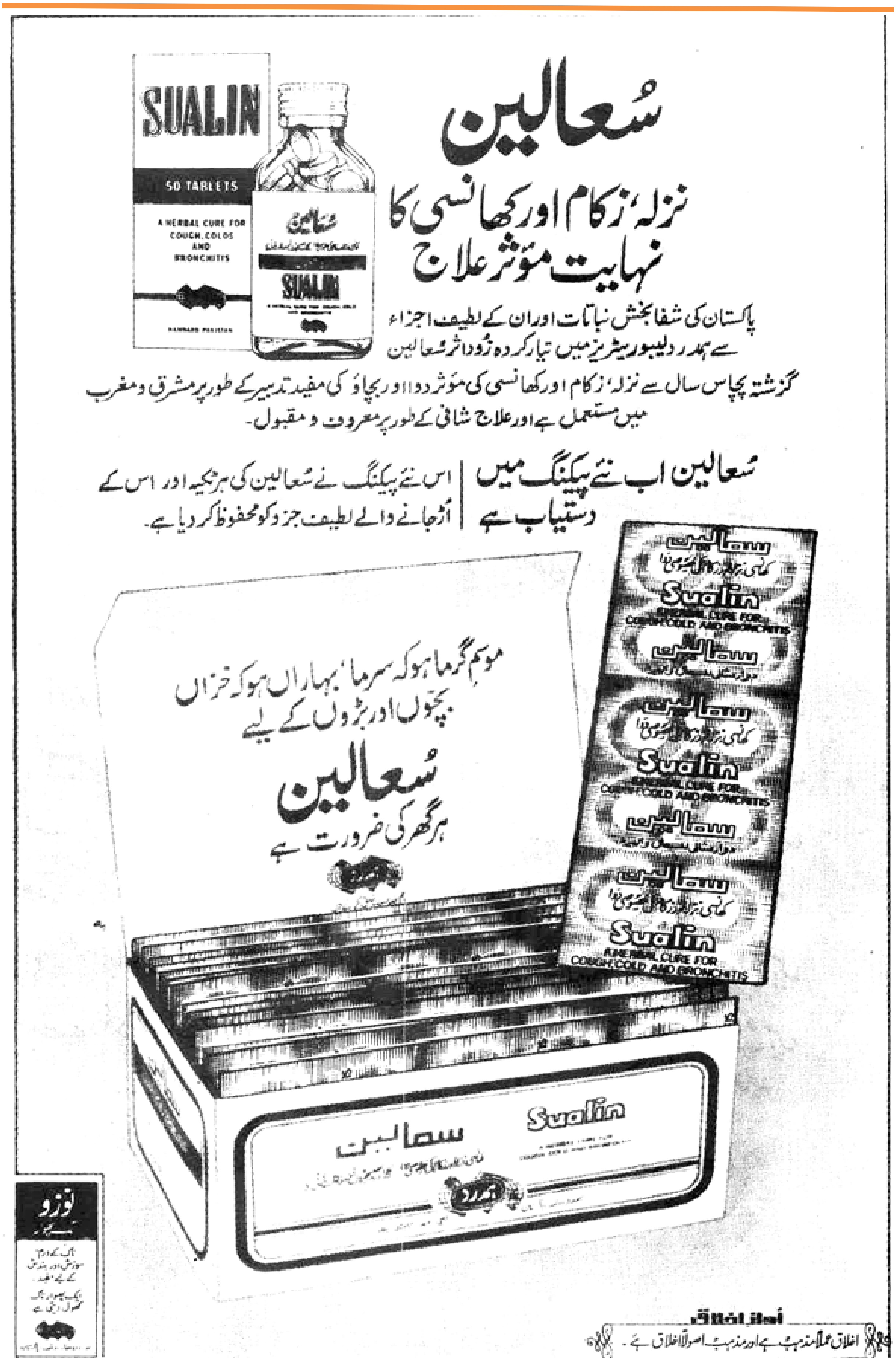
سُعالین
نزلہ، زکام اور کھانسی کا
نہایت مؤثر علاج
پاکستان کی شفابخش نباتات اور ان کے لطیف اجزاء
سے ہمدرد لیبوریٹریز میں تیار کردہ زود اثر سعالین
گزشتہ پچاس سال سے نزلہ، زکام اور کھانسی کی مؤثر دوا اور بچاؤ کی مفید تدبیر کے طور پر مشرق و مغرب
میں مستعمل ہے اور علاج شافی کے طور پر معروف و مقبول۔
سعالین اب نئے پیکنگ میں دستیاب ہے
اس نئے پیکنگ نے سعالین کی ہر ٹکیہ اور اس کے اڑجانے والے لطیف جزو کو محفوظ کر دیا ہے۔
SUALIN
50 TABLETS
A HERBAL CURE FOR COUGH, COLDS AND BRONCHITIS
موسم گرما ہو کہ سرما، بہاراں ہو کہ خزاں
بچوں اور بڑوں کے لیے
سُعالین
ہر گھر کی ضرورت ہے
Sualin
A HERBAL CURE FOR COUGH, COLD AND BRONCHITIS
اخلاق عملاً مذہب ہے اور مذہب اصولاً اخلاق ہے۔

WEEKLY **KHATME-NUBBUWAT** KARACHI
Registered S. No. 3220

دلاور فگار

ختمِ نبوۃ

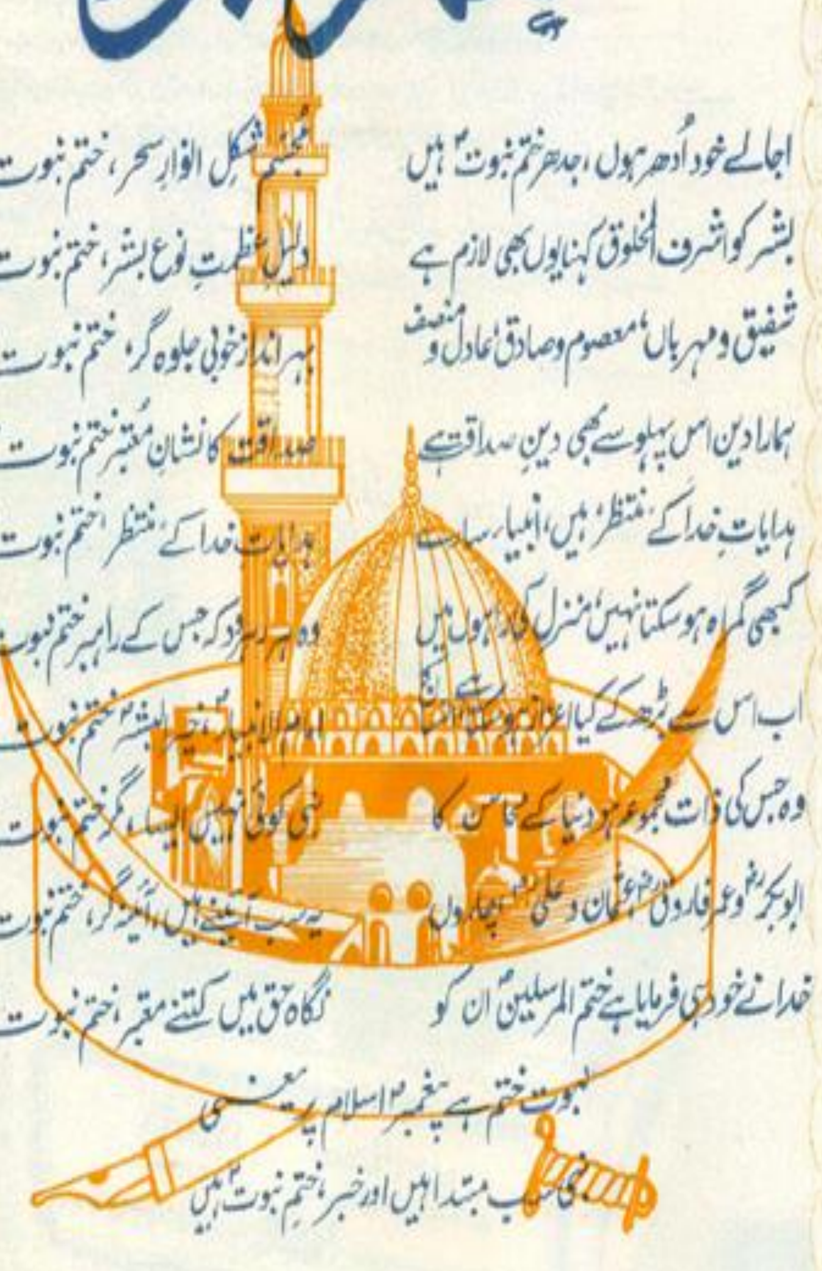

اجالے خود اُدھر ہوں، جدھر ختم نبوتؐ ہیں — مجسم شکلِ انوارِ سحر، ختم نبوتؐ ہیں
بشر کو اشرف المخلوق کہنا یوں بھی لازم ہے — دلیلِ عظمتِ نوعِ بشر، ختم نبوتؐ ہیں
شفیق و مہرباں، معصوم و صادق، عادل و منصف — بہر انداز خوبی جلوہ گر، ختم نبوتؐ ہیں
ہمارا دین اس پہلو سے بھی دینِ صداقت ہے — صداقت کا نشانِ معتبر ختم نبوتؐ ہیں
ہدایاتِ خدا کے منتظر ہیں، انبیاء سارے — ہدایاتِ خدا کے منتظر، ختم نبوتؐ ہیں
کبھی گمراہ ہو سکتا نہیں منزل کا [illegible] — وہ رہرو کہ جس کے راہبر ختم نبوتؐ ہیں
اب اس سے بڑھ کے کیا اعزاز ہو سکتا ہے انساں کا — امام الانبیاء، خیر البشر ختم نبوتؐ ہیں
وہ جس کی ذات مجموعہ ہو دنیا کے محاسن کا — نبی کوئی نہیں ایسا، مگر ختم نبوتؐ ہیں
ابوبکرؓ و عمرؓ فاروق، عثمانؓ و علیؓ چاروں — یہ سب آئینے ہیں، آئینہ گر، ختم نبوتؐ ہیں
خدا نے خود ہی فرمایا ہے ختم المرسلینؐ ان کو — نگاہِ حق میں کتنے معتبر ختم نبوتؐ ہیں

نبوت ختم ہے پیغمبرِ اسلامؐ پر یعنی
نبی سب مبتدا ہیں اور خبر، ختم نبوتؐ ہیں